

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ

رفع النقب
CHECKED
عن

وجہ عرب و ساجد

جس میں
CENTRAL
HYDERABAD

نہایت ہی تحقیق و تحقیق کے ساتھ قرآن حدیث

اور فقہ مروجہ پردے کی تردید اور شرعی

پرے کی تصحیح اور سچی حدیثیں بتائی گئی ہیں

CHECKED 1996

جناب مولانا مولوی احمد مختار صاحب عباسی چڑیا کوٹی

۱۹۰۱ء

دلدار لکھنؤ کے تیار کیا گیا ہے

Checked

1887

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲ محمد اللہ علی نقی الصلوٰۃ علیہ وسلم اللہ محمد و صحبہ و آلہ
 سالہا سال سے پر مے کی بحث چھتری ہو۔ مولوی محبت حسین صاحب مدعی ہیں کہ ہند کا پردہ مروجہ
 شرعی نہیں بلکہ زائد علی الشرع ہو فہن بتعد حد و دالہ فا و لئک ہم الظلمون
 پر ہیہ معلوم ہوا ان اسی اعلان کے لیے ماہانہ شائع ہوتا ہو۔ پردہ مروجہ کو بہت سے لوگوں نے شرعی
 ثابت کرنا چاہا اور رسالے بھی لکھے۔ مناظرے کی غرض تو اظہار حق ہو لیکن صدیوں سے مسلمانوں
 میں مکابرہ کا نام مناظرہ ہو گیا ہو۔ فی الحال مجھے میرے خدوم و مکرم مشہور مولوی و نادلسٹ
 جناب مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شہر نے ایک کتاب الحجاب نامی مولفہ مولوی یوسف حسنا
 وحشی عنایت فرمائی ہو۔ مولفہ مدد صغ نے اس بات کا ادعا کیا ہو کہ پردہ مروجہ کو وہ قرآن و
 حدیث سے شرعی ثابت کریں گے۔ اس کتاب میں میرا مقصد یہ ہو کہ دونوں پر حاکمانہ نظر کروں
 اور دیکھوں کہ مولوی وحشی صاحب اپنے او عا میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ قبل اس کے
 کہ اصل بحث کی طرف رجوع کروں میں چند مقدمات لکھ دینا مناسب جانتا ہوں کہ وہی میرے
 مسلمات ہیں۔ ناظرین کتاب اگر وقت مطالعہ ان مقدمات کو زیر نظر رکھیں گے تو غائباً
 کما حقہ مطالعہ کتاب سے بہرہ ور ہوں گے۔

مقدمہ اول۔ مولوی محبت حسین صاحب اور جناب مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شہر کا
 دعویٰ صرف اس قدر ہو کہ پردہ مروجہ زائد علی الشرع ہو۔ شرعی پردہ صرف اتنا ہو کہ عورت
 گھٹا ٹوپ چادر اور ہر ضروریات کے لیے بلا کسی قید کے باہر نکل سکتی ہو جیسا کہ اور ممالک
 اسلام میں ہو۔

مخالفین نے اس دعویٰ کو یوں شہتر کیا کہ عورتیں فرنگیوں کی طرح غیر مردوں سے
 خلا مل کر سکتی ہیں۔ بازاروں میں نظارہ بازی ان کرنی ان کو مباح ہو و جائز۔ اور ان دونوں

تقریر و نین جو فرق بین ہوتا ظاہر ہو۔

مقدمہ جو دم۔ کوئی امر خواہ وہ برا ہو یا بھلا جب کسی قوم میں رواج پاتا ہو تو امتداد زمانہ سے جزو مذہب ہو جاتا ہو۔ پھر جب کوئی مصلح یا ریفارمر عرصہ دراز کے بعد اُس کی اصلاح کرنا چاہتا ہو تو لوگ کہتے ہیں مَا سَمِعْنَا هَذَا فِي آبَاءِنَا الْأَوَّلِينَ۔

مقدمہ سیدوم۔ جو امر یا حکم قرآن مجید میں بالقرین مذکور ہو۔ اگر حدیث کسی مفسر حدیث یا مجتہد کا قول اس پر مستزاد ہو تو اس قول کو حکم قرآنی کا ضمیمہ کرنا صحیح نہیں ہو اسلئے کہ قرآن مجید کے احکام یقینی و متواتر ترین اور حدیث یا اقوال علما و مجتہدین (بشرط صحت) یقینی نہیں ہیں۔ پس امور یقینیہ کا ضمیمہ امور غیر یقینیہ کو کرنا نامناسب ہی نہیں بلکہ غلط ہو۔

مقدمہ چارم۔ ظاہر حدیث سے قطعی حکم بلا درایت نکالنا صحیح نہیں ہو اور اس کے کئی وجوہ ہیں۔ (اول) فن حدیث کی تدوین وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو برس بعد ہوئی ہے اور باتفاق علماء حدیث رحمہم اللہ تمام احادیث بالمعنی مروی ہیں اور یہ ظاہر ہو کہ تبدیل الفاظ سے معنی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں (دوم) دوسری شکل یہ ہو کہ محدثین ایک ہی حدیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کئی بابوں میں لکھتے ہیں جس سے تفصیلی پتہ چلتا امر دشوار بلکہ ناممکن ہو۔ (سوم) فن حدیث میں علم معانی و بیان کی بھی سخت ضرورت ہر محض الفاظ سے استنباط حکم محال ہے اسلئے کہ بات کرتے میں انداز سخن طرز ادلے سخن موقع و محل یہ سب دیکھا جاتا ہو۔ انداز بدل جانے سے ایک ہی کلام مختلف معنی پیدا کرتا ہو۔

مقدمہ پنجم۔ قرآن شریف میں جس قدر احکام ہیں سب میں مخاطب تو مرد ہیں لیکن شامل عورتیں بھی ہیں۔ صیغہ مذکر سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ حکم مردوں ہی کے لیے ہو۔ یہ ہر زبان کا قاعدہ ہو کہ جس حکم میں مردوں عورتوں دونوں کی شرکت منظور ہوتی ہو اس کو صیغہ مذکر سے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً اچند آیتیں پیش کرتا ہوں۔

(۱) حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ الْآیۃ یہ نماز کا حکم ہے۔

(۲) کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ الْآیۃ یہ روزہ کا حکم ہے۔

(۳) اِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَیَدَیْكُمْ وَرُءُوسَکُمْ وَآفَئِکُمْ بِمَآءٍ کَثِیْرٍ حَتّٰی یَاْخُذَ بَلَدُکُمْ وَابْشُرُوا بِذِکْرِ اللّٰهِ کَیْ تَرْحَمُوْهُ اِنَّ ذِکْرَ اللّٰهِ هُوَ اَكْبَرُ حَقٍّ لِّیَوْمٍ کَیْفَ تَعْبُدُوْهُ اِنَّ اَکْبَرَ عِبَادَتِہٖ اَنْ تَعْبُدُوْهُ حَقَّ عِبَادَتِہٖ سَمِیْعًا ۙ قَیُّوْۤنَ لِنَفْسِکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ وَرَیَاسَہٗ اَنْ تَقْرَءُوْا لَہٗ رِیْۤاسَۃً ۙ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔

»ہا غفلت! صیغہ مذکر حاضر ہے۔ «علیکم» ضمیر مذکر حاضر ہے «قمتم» صیغہ مذکر حاضر ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہ حکم مردوں عورتوں دونوں کے لیے ہو اور اسی طرح تمام

احکام صیغہ مذکور ہی سے بیان ہوئے ہیں۔ پس جب تک کہ کوئی کافی ثبوت اس امر کا نہ ہو کہ یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص ہو مرد و عورت دونوں کے لیے ہوگا۔

مقدمہ ششم۔ اس میں شک نہیں کہ جو مسئلہ فقہائین متفق علیہ ہو وہ بہت زیادہ قابل وثوق ہو۔ لیکن ساتھ ہی اس کے ان کا مختلف فیہ مسئلہ بھی دیا ہی نا قابل اعتبار ہو۔ فقہاء کا اختلاف مشہور ہو پس مختلف فیہ مسئلہ میں کسی فقیہ کے قول کو سند لینا ترجیح بلا مرجح ہو جو صحیح نہیں ہو۔

جب تک کہ کوئی دلیل عقلی ہو یا اتنی نہ قائم ہو کسی فقیہ و مجتہد کا قول حجت نہیں ہو سکتا و علیہ انشائی و ابن حزم علیہا الرحمۃ حیث قال لا حجتہ فی قول احد دون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خادم العلماء

احمد مختار عباسی کچھڑیا کوٹی حال وارڈ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الکتاب

یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا
بیوتا غیر بیعتکم حتی تستأذنوا
وتسلموا علی اہلہا (سورہ نور)
مسلمانو! دوسروں کے گھروں میں
بلا اجازت نہ داخل ہوا کرو اور جب
داخل ہو تو گھر والوں پر سلام کر لیا کرو
اس آیت میں چند امور قابل بحث ہیں (اول) مولوی وحشی صاحب تو اس بات کے مدعی ہیں
کہ ہند کے پردہ نسوان کو شرعی ثابت کرین گے یعنی عورتوں کا عمر بھر چار دیواری کے اندر
رہنا اور بلا ڈولی کے باہر نہ نکلنا۔

مجھے تعجب ہو کہ اس آیت سے جسکو آیات حجاب سے کوئی تعلق نہیں ہو وہ اپنا دعویٰ
کیونکر ثابت کر سکتے ہیں۔ بلکہ میرے خیال میں تو یہ آیت جتنا ہی وحشی صاحب کو مضربِ اُتنا
ہی مولوی محب حسین صاحب کے مفید مطلب ہو (مکاشیحی) (دوم) جیسا کہ ہم پانچویں
مقدمہ میں بیان کر آئے ہیں۔ اس آیت کا مطلب تو یہ ہو کہ مرد جب مرد یا عورت کے گھر
اور عورت جب مرد یا عورت کے گھر جانا چاہے تو بلا اجازت نہ جائے۔ چونکہ بقول وحشی صاحب
یہاں اللہ تعالیٰ احکام اور اس کے زواجر کو ذکر کر کے اُن باتوں کے زواجر بیان فرماتا
ہو جن سے وقوعِ قحط کا احتمال ہو سکتا ہو۔ یہ آیت مردوں عورتوں دونوں کے لیے ہو
کہ نہ مرد عورت کے گھر میں بلا اجازت جائے اور نہ عورت مرد کے گھر میں بلا اجازت جائے۔
اس لیے کہ وقوعِ احتمال تو اُسی وقت ہو سکتا ہو جب مرد و عورت اکٹھا ہوں۔ تو ایچ سے
ثابت ہو کہ عرب میں کبھی ڈولی کا رواج نہیں تھا اور نہ ہی۔ اور نہ عہد رسالت میں بقیع کا
رواج تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ عورتوں کو اپنے گھروں سے نکل کر دوسرے

گھروں میں اجازت لیکر جانا ممنوع نہیں ہو۔ اور یہ پردہ ہند کے منافی ہو۔ (سوم) یہ آیت تہرہ ایک اخلاقی امر پر مبنی ہو کہ کسی شخص کو دوسرے کے گھر میں بلا اذن نہیں جانا چاہیے۔ اولاً اس وجہ سے کہ بعض اوقات انسان ایسے اشغال میں مصروف رہتا ہو کہ دوسروں کا آنا ناگوار گذرتا ہو پس اس حال میں آنے والا اگر اجازت چاہے گا اور اُس کو بلا نامنظور نہ ہو تو عذر کرے گا چنانچہ ہمارے اس دعوے کی موید آگے والی آیت ہو فان قيل لکم ارجعوا فاما رجعوا ہذا کی لکم (ترجمہ) پھر اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو واپس چلے جاؤ کہ یہی ہمارے حق میں بہت اچھا ہو مشکوٰۃ میں ایک حدیث مروی ہو کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے دونوں زانو کھلے ہوئے تھے۔ اسی حال میں حضرت صدیق اکبرؓ نے باریابی کی اجازت چاہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر بلا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی آپ نے اُنھیں بھی بلا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمانؓ نے آکر آنے کی اجازت چاہی۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دست ہو کر بیٹھے۔ زانو کو ڈھانک لیا تب بلا لیا۔ ان لوگوں کے رخصت ہونے کے بعد جناب عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ بہت شرمیلین ہیں اگر میں اسی طرح بیٹھا رہتا تو وہ شرم کے مارے بات بھی نہ کرتے۔ اس حدیث سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہو کہ ایک شخص کا دوسرے کے گھر میں بلا اجازت نہ جانا ایک اخلاقی حکم ہو جس کو پردہ نسوان سے کوئی تعلق نہیں ہو۔ اگر یہ حکم پرٹے سے متعلق ہوتا تو محض مردوں کو عورتوں کے پاس جانے سے منع ہو جاتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہو جس طرح مرد کو مرد کے مکان میں بلا اذن جانا ممنوع ہے عورت کو بھی عورت کے مکان میں بلا اجازت جانا ممنوع ہو۔ پس اگر اس آیت سے حضرت وحشی کے زعم میں کوئی حجاب کا پہلو نکلتا ہو تو مرد کو مرد سے اور عورت کو عورت سے بھی علیٰ العموم پردہ کرنا چاہیے۔ یورپ میں عموماً یہ دستور ہو کہ نہ بھائی بھائی کے کمرے میں بلا اجازت جاسکتا ہو۔ نہ باپ کے کمرے میں بیٹا بلا اذن جاسکتا ہو یا تک کہ زوجین بھی ایک دوسرے کے کمرے میں بلا اجازت نہیں جاسکتے اور کچھ شبہ نہیں کہ یہ تہذیب اہل مغرب نے اسلام سے سیکھی ہو۔ تعجب نہیں اگر ہمارے وحشی صاحب ان لوگوں پر بھی پردہ نشینی کا حکم لگا دیں۔

(چهارم) باوجود اس کے کہ عورتوں کے ہر نکلنے اور مردوں سے مخالفت کرنے سے قصہ افساس کا جیسا واقعہ پیش آیا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے پردہ سروجہ ہند نہیں جاری کیا (لکھا سنبینہ) مولوی محمد حسین خان کے دعوے پر یہ مضبوط ثابتہ دلیل ہے۔

قال الله تعالیٰ للمؤمنین یغضوا من البصائر ویحفظوا فروجهم ذلک ازواجهم وقل للمؤمنات یغضن من البصائر ویحفظن فروجهن سورہ نور (ترجمہ) کہدے مسلمان مردوں سے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور کہدے مسلمان عورتوں سے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت اچھا ہے۔ اس آیت میں چند مسائل ہیں (اول مسئلہ) جناب وحشی صاحب تو غرض کے معنی عدم نظر کہتے ہیں تو معنی آیت کے یہ ہوئے کہ دو مردوں سے کہ نہ دیکھیں "اب ہم وحشی صاحب سے یہ پوچھتے ہیں کہ کس چیز کے نہ دیکھنے کی ممانعت ہے۔ اور یہ کلام الہی کا بہت بڑا مقصد ہے کہ دیکھنے کی ممانعت تو کی لیکن یہ نہ بیان کیا کہ کس چیز کے دیکھنے سے ممانعت ہے۔ ہاں اگر مطلقاً ممانعت عن النظر ہے تو انسان پر دنیا تنگ ہو۔ ہر شخص کو راہ چلنا محال ہو۔ باقی رہ وحشی صاحب کا یہ کہنا کہ فلان چیز کے دیکھنے سے ممانعت ہے تو یہ قول مردود ہے۔ جب خدا نے خود تصریح فرمائی ممنوعۃ النظر کی نہیں کی تو کسی کا محض قیاس قابل اعتبار نہیں ہے۔ وحشی صاحب کہتے ہیں کہ عورت کو دیکھنے کی ممانعت ہے۔ ہم کہتے ہیں مرد کے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ پھر اسی طرح جس شخص کی عقل میں جو آئے گا وہی ٹھہرائے گا تو کام الہی نہ ہوا کھیل ہوا۔

دوسرا مسئلہ۔ اگر "غض" کے معنی نظر نیچی کرنے کے لیں جیسا کہ جمہور مفسرین نے لکھا ہے تو علاوہ اس کے کہ معنی خبیثانہ ہو جاتے ہیں وحشی صاحب کا مطلب بھی حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ جب کوئی آنکھیں نیچی کرے کہ چلے گا تو لا محالہ کسی غیر پر نظر نہ پڑے گی (اور یہی آپ کا مطلب ہے خواہ وہ غیر عورت ہو یا مرد ہو)

تیسرا مسئلہ۔ نظر نیچی کر کے چلنے سے محض یہی منشاء الہی نہیں ہے کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد نہ دیکھے گو ضنایہ حاصل ہوتا ہے بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ انسان آنکھیں نیچی کر کے چلے تا راستہ اپنا نہ دیکھے سکے۔ ٹھوکر کھانے سے بچے اگر جنگل میں ہو تو کانٹوں میں نہ اٹکھے۔ ادھر ادھر دیکھ کر چلنے میں یہ سب باتیں مفقود ہیں۔

چوتھا مسئلہ۔ دلو ملنا ہم ہی معنی لیتے ہیں کہ راہ چلنے میں مرد عورت کو اور عورت مرد کو

نہ دیکھے تو یہ معنی مولوی صاحب کے دعوے کو بہت مفید ہیں۔ جب کہ ہند کا پردہ مرد
یعنی عورتوں کا چار دیواری کے اندر رہنا شرعی پردہ ٹھہرا تو غرض بصر کا حکم ہی فضیلت ہوا۔ اس لیے
کہ چار دیواری کے اندر جب تک عورتیں رہیں گی وہاں محارم مرد اور عورتوں ہی کا سامنا ہوگا
اور ان کو دیکھنا ممنوع نہیں ہو۔ حاصل یہ کہ جب عورتیں قطع راہ کریں تو مردوں کو نہ دیکھیں
اور نہ مرد عورتوں کی طرف نظر کریں اور اس سے پردہ مروجہ کا ابطال ہوا جاتا ہے۔ ڈولی پر
چلنے میں بھی یہ بات مفقود ہو اس لیے کہ ڈولی پر ہر چار طرف پردہ پڑا رہتا ہے۔ پس غرض بصر کا
فائدہ جب ہی حاصل ہو گا جب کہ عورت پیدل چلے یا کھلی گاڑیوں پر ہو۔

یا نچوان مسئلہ۔ عورت کا ستر و قسم پر ہو۔ ایک ستر تو وہ ہے جو عورت عورت کو بھی نہیں
دکھا سکتی (اور یہ مابین النساء والی کتین ہے) دوسرا ستر وہ ہے جو عورت عورت اور نیز
محارم مرد کو دکھا سکتی ہو۔ جیسے۔ چہرہ۔ ہاتھ وغیرہ وغیرہ۔

پس وحشی صاحب کا یہ کہنا کہ اس آیت میں مرد کو عورت کے دیکھنے کی مانعت ہی بالکل
مہل ہے جب کہ عورت کے تمام بدن یہاں تک کہ چہرے کو بھی آپ ستر میں داخل سمجھتے ہیں تو
مرد غیر عورت کی کیا چیز دیکھے گا اس لیے کہ وہ تو تمام بدن چھپائے ہوگی اور کپڑوں کا دیکھنا جث
ہو۔ آپ کے اس کہنے کے ساتھ ہی کہ مرد کو عورت کا دیکھنا اور عورت کو مرد کا دیکھنا ممنوع ہے
مولوی صاحب حسین صاحب کا دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے اولاً اس وجہ سے کہ چار دیواری کے اندر
تو مرد اپنی محرمات کو دیکھے گا جو ممنوع نہیں ہے۔ ہاں دوسری عورتوں کا دیکھنا سو یہ اسی وقت
ہوگا جب کہ مرد عورت کے گھر جائے یا راہ میں کھلے منہ دیکھے اور یہ دونوں امور پردہ مروجہ کے
مبطل ہیں۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ جب عورت کے چہرے کو آپ ستر یا ستر کہتے ہیں تو غیر مرد غیر
عورت کے چہرے کو دیکھ کر کیسے سکتا ہے۔ انا حصل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ مرد اپنی انہیں
بچی رکھیں عورتیں اپنی آنکھیں بچی رکھیں اور اس حکم سے مولوی صاحب کا یہ مطلب
استنباط کرنا کہ مرد عورت کو نہ دیکھے اور عورت مرد کو نہ دیکھے دو امور ثابت ہو جاتے ہیں۔
ایک تو یہ کہ عورتیں ستر لباس پہن کر باہر نکل سکتی ہیں کیونکہ غیر مرد غیر عورت کو اس
غیر عورت غیر مرد کو اسی وقت دیکھیں گے جب کہ عورتیں باہر نکلیں۔ باہر سے کوئی مرد
چار دیواری کی پردہ نشین عورتوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ دوسرے یہ کہ عورت کا چہرہ داخل
ستر نہیں ہو وہ منہ کھول کر باہر نکل سکتی ہو کیونکہ عورت کا چہرہ جب تک کھلا نہ ہو گا مرد نہیں

دیکھ سکتا اور آیت کے معنی بھی صاف ہو جاتے ہیں کہ مرد کو نظر نیچی کر کے چلنے کا حکم اس لیے ہے کہ عورت کا چہرہ نہ دیکھ سکے جو منہ بھرا بی ہو اور اسی طرح عورت مرد کا چہرہ نہ دیکھے یہ سب امور وحشی صاحب کے دعوے کو ٹیٹا میل کرنے والے ہیں۔

چھٹا مسئلہ - چر دے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ”ذَلَّكَ اَذْكِي لَهْم“ یہ ان کے واسطے بہت اچھا ہے۔ یہ قابل غور ہے ”اذکی“ صیغہ افعیل تفضیل ہے جو زیادتی معنی پر دلالت کرتا ہے مثلاً اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) یعنی اللہ سے بڑا کوئی نہیں ہے۔

اسی طرح ذلک ان کی سے بھی مراد ایزدی ہی ہے کہ اس سے عمدہ پر وہ نہیں ہو سکتا یہی کافی وشافی ہے کہ مرد اپنی آنکھیں نیچی رکھیں عورتیں اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور راہ چلتے میں ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں۔ پس بقول مولوی محمد اختر صاحب سہارنپوری کے مسلمانان ہند کی جرأت کو محمود اور وحشی صاحب کی جرأت کو خصوصاً دیکھا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تو اس پر شے کو سب سے اچھا کہتا ہے اور آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارا موجودہ پردہ اس سے

بھی زیادہ اچھا ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل میں ”قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن“ کے تفسیر میں یوں لکھا ہے

فلا یعمل للمرأة ان تنظر من الاجنبی الی ما تحت سرتہا الی رکیبتہ والی

اشتھت غضت بصرھا ولا تنظر الی المرأة الا الی مثل ذلک وغض

بصرھا من الاجانب اصلا والی بھا وانما قدم غض البصر علی

حفظ الفرج لان النظر یرید الزنا (مدارک التنزیل مطبوعہ مطبع افضل المطابع صفحہ ۴۳)

یہاں تین باتیں ہمارے مفید مطلب ہیں (۱) صاحب تفسیر نے حصر کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ عورت کو مرد کے بدن سے ماہین السہرہ والہ رکیبتین کا دیکھنا ممنوع ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے علاوہ اور اعضا

مرد کو عورت دیکھ سکتی ہے (۲) حالت شہوت میں نظر نیچی کر لینے کا حکم ہے۔ اس سے دو فائدے نکلتے ہیں اول یہ کہ اجنبی عورت اجنبی مرد کو بلا شہوت اگر دیکھے تو کوئی خرج نہیں ہے

اس لیے کہ شہوت بالنظر جب ہوگی اجنبی کے ساتھ مجازم پر نظر ڈالنے سے شہوت ہونا بری ہی غلط ہے
دوم یہ کہ غیر مرد پر عورت کی نظر اُسی وقت پڑے گی جب وہ باہر نکھے۔ (۳) (اوپر نہ دیکھے
عورت عورت کے اعضا کو مگر اُسی قدر) یعنی عورت عورت کے بدن کو بھی اتنا ہی دیکھ سکتی ہے
جس قدر اجنبی مرد کے بدن پر نظر ڈالنا مباح ہو۔ اس امر سے تو غالباً وحشی صاحب کو انکار نہ ہوگا کہ
عورت عورت کے چہرہ، سینہ، اتھر، پاؤں، پیٹ، پیٹھ کو دیکھ سکتی ہو اور یہی اعضا مرد کے بھی
دیکھنا عورت کے لیے مباح ہو جیسا کہ صاحب تفسیر کے قول سے اظہر ہے جس کو ہم نے قوس میں
میں لکھا ہو۔ پھر آخر میں صاحب تفسیر یہ بھی فرماتے ہیں کہ، اگر مرد عورت نظر نیچے رکھیں ایک دوسرے
کو بلا اجازت نہ دیکھیں تو یہ اولیٰ ہو، بلا شک اس حکم سے نہ قول سے کوئی شخص انکار نہیں
کر سکتا اور خود منشا سے ایزدی ہی ہو۔ اجنبی عورت اجنبی مرد کو اُسی وقت دیکھے گی جب ہند
کا پردہ مروجہ ٹوٹ جائے گا۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اجنبیہ کو بالقصد دیکھنا جائز نہیں ہو اور اگر اتفاقاً نظر پڑ جائے
تو غصہ بصر لازم ہو۔ اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر خوف فتنے کا نہ ہو تو ایک نظر دیکھ لینا
جائز ہو لیکن دوبارہ دیکھنا خواہ خوف ہو یا نہ ہونا جائز ہو۔ انتہی (الحجاب صفحہ ۶۴)

امام شافعی و امام عظیم رحمہما دونوں کی ان تقریروں سے پردہ مروجہ کا ابطال اور
مولوی شہر صاحب کے دعوے کا اثبات ہوتا ہو۔ اس لیے کہ اجنبی عورت کی نظر اجنبی مرد پر
خواہ بالقصد ہو یا نہ ہو اُسی وقت پڑے گی جب عورتین عام طور پر سائر لباس پہن کر نکلیں جیسا
کہ عرب شریف اور تمام ممالک اسلام میں ہو۔ چار دیواری کے اندر ڈولی میں تو مستورات اجنبی
مرد کا سایہ دیکھنے سے بھی قاصر ہیں۔ اور امام رازی کا قول لان الغالب ان الا احتساباً
عن الاولیٰ لا یمکن فی واقعہ عیناً یعنی پہلی نظر سے اکثر بچا ناممکن ہوتا ہو اس لیے
یہ معاف بھی گئی۔ ہمارے دعوے کی دلیل ہو جس کو آپ ناحق اپنے استدلال میں پیش
کرتے ہیں۔ پردہ مروجہ میں تو مرد پر پہلے نظر پڑنا کیا تمام عمر نظر نہیں پڑ سکتی پھر پہلی نظر کا
معاف کرنا چہ معنی دارد۔ ہاں یہ اُس وقت ہو سکتا ہو کہ مرد اپنی حاجتوں کے لیے چلتے پھرتے
ہوں اور عورتیں اپنے حوالے ضروریہ کے لیے باہر نکلیں تو اُس وقت ضرور ہو کہ پہلی نظر
لابدی مرد پر پڑ جائے گی اور مرد کی نظر عورت پر پڑ جائے گی اور چونکہ اتفاقی نظر منہج شرعی
نہیں ہوتی معاف ہے۔ وحشی صاحب! آپ ہی کی ہر دلیل سے آپ کا دعویٰ باطل ہوا

لیکن ابھی متوجس نہ ہو جیسے گائے آگے آگے دیکھیے ہوتا ہو کیا۔ ”فلاینظن الی ما یصل لھن“ نہ دیکھیں عورتیں جو ان کے لیے حلال نہیں ہو۔ بیضاوی کا یہ مقولہ بھی کچھ آپ کو مفید نہیں ہو گیونکہ خود یہیں سے ظاہر ہو کہ ”مرد کے اُس جسم کو نہ دیکھیں جو ممنوع ہو“ تو معلوم ہوا کہ بعض جسم کا دیکھنا حلال بھی ہو گیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو قطعاً مرد کے دیکھنے سے مانعت ہوتی۔ ابھی ہم تفسیر مدارک التنزیل کی عبارت لکھ آئے ہیں کہ عورت اجنبی مرد کے زیر ناف سے گھٹنوں تک نہ دیکھے اور یہی مطلب ہو بیضاوی رحمہ کا۔

مدارک التنزیل کا مطلب اور زیادہ صاف ہو جاتا ہے جب ہم قادی بزاز یہ میں یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ عورت کی نظر اجنبی مرد کی طرف مثل مرد کی نظر کے مرد کی نظر المرأة الی الرجل الاجنبی کنظر الرجل الی الرجل تنظر الی جمیع جسدة الاما بین سائرہ حتی یجاوہا سکتی قائلہ تم ولا یبذلین زینتھن الا ما ظہر منها۔

قادی بزاز یہ (اور نہ ظاہر کریں عورتیں اپنی زینت کو مگر ان میں سے جو ظاہر ہو جاوے)

آیت سابقہ میں تو مرد و عورت دونوں کو حجاب کا حکم کیسا نکلتا تھا۔ اس آیت میں عورتوں کو اتنا زیادہ حکم ہو کہ اپنی زینتوں کو چھپائیں لیکن بعض زینتوں کے ظاہر کرنے کی اجازت بھی دی ہو۔ اس میں مفسرین و علما کا اختلاف ہے کہ وہ کون سی زینت ہو۔ حضرت علی و ابن عباس علیہما السلام اس سے انگوٹھی و سرمہ مراد لیتے ہیں۔ یہ روایت اضعف نہیں ہو۔ (جیسا کہ وحشی صاحب نے لکھا ہو) اور یہ آگے چل کر خود ظاہر ہو جاتا ہو۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مراد ایک آنکھ لیتی ہیں کیونکہ چلنے کے وقت ایک ہی آنکھ کھولنے کی ضرورت ہوتی ہو۔ یہ روایت بھی ساقط عن الاعتبار ہے جیسا کہ ہم خود جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اس کا خلاف ثابت کریں گے۔ ۲ ص ۱۰۰ یہ ہو کہ ”ما ظہر“ فعل لازم ہو اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ عورتیں اپنی زینت کو نہ ظاہر کریں مگر جو ظاہر ہو جائے۔ سیاق کلام سے صاف ظاہر ہے کہ اس زینت کے نہ چھپانے کی اجازت ہو جس کا ظاہر ہونا لا بدی و بدیہی ہو اور کچھ شک نہیں کہ یہ چہرہ و دونوں ہاتھ اور دونوں قدم ہیں

تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہو کہ چہرہ و دونوں ہاتھ داخل ستر نہیں ہیں۔ فقہاء ہی کا مذہب متفق علیہ قابل و ثوق بھی ہوتا ہو۔ اس لیے کہ وہ ہر مسئلہ کو متفق اور چھان بنان کر کے نسخ و منسوخ پہچان کر لکھتے ہیں۔ اب عبارات کتب ملاحظہ ہوں۔

قولہ الا ما ظہر منها ای ما اجبت العادة والمجملہ علی ظہورہ وقولہ الکحل والخاتم یعنی موضع الزینۃ وهو العین وموضع الخاتم وهو الاصبع وهذا اطلاق اسم الحال علی الحال والمراد بالعین الوجهہ وبالاصبع اليد ابن عباس وعلی علیہما السلام کے قول کحل وخاتم سے بھی چہرہ و ہاتھ مراد ہیں اس لیے کہ سرہ بلا طور چشم اور انگوٹھی بغیر انگلی کے نظر نہیں آسکتی اور ان دونوں سے مراد چہرہ و ہاتھ ہیں یہ سب اطلاق اسم الحال علی الحال ۱۱ امام فخر الدین رازی رحمہ نے اسی مطلب کو تفسیر کبیر میں اور واضح کر کے یوں لکھا ہو۔

اما عورة المرأة مع الرجل فالمرءة اما ان تكون حصة اوامة فان كانت حصة فجميع بدنها عورة ولا يجوز ان ينظر الي شئ منها الا العاجبة والكفین لانها تحتاج الی ابدا ان الوجه للبعیر والشئ الی الی اخذ جبر الکف للاخذ والاعطاء وانه علی ثلاثة اقسام اما ان لا یكون فیہ عرض ولا فیہ فتنة وان یكون فیہ فتنة ولا عرض وان یكون فیہ فتنة وعرض اما

مگر عورت کے ستر مرد کے ساتھ پس عورت یا آزاد ہے یا لونڈی ہے پھر اگر آزاد ہے تو اس کا سب بدن ستر ہو اور نہیں جائز ہو یہ کہ مرد اس کا کوئی عضو دیکھے سوا اسے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے۔ اس لیے کہ عورت محتاج ہو چہرے کے ظاہر کر دینے پر خرید و فروخت کے واسطے اور تھیلی کے نکالنے پر مجبور ہے لیکن دین کے وقت اور یہ تین قسم پر ہے نہ اس کے دیکھنے میں غرض ہو نہ کوئی فتنہ ہو (۲) یا فتنہ ہو مگر غرض نہیں ہو (۳) یا فتنہ غرض دونوں ہیں۔

القسم الاول فاعلم انه لا تجوز
ان يتعمد النضال وجهه الاجنبية
لغيره من وقيل بجوز مرة واحدة
اذ لم يكن محل فتنه وبه قال ابو حنيفة
امام رازی رحمہ اللہ اس تقریر میں چار امور ہاری تائید کرتے ہیں۔

امر اول۔ عورت کا چہرہ اور ہاتھ ستر نہیں ہیں۔ چہرہ تو اس لیے ستر نہیں ہو کہ خرید و فروخت
کے وقت چہرے کا دیکھنا دکھانا ضروری ہو اور ہاتھ اس لیے ستر نہیں ہیں کہ لین دین میں بغیر
ہاتھ نکالے ہوئے کار براری محال ہو۔

امر دوم۔ جب عورت کو خرید و فروخت اور لین دین کرنا جائز ٹھہرا تو ہند کا پردہ مروجہ
ہبائے منشور ہو گیا کیونکہ چار دیواری کے اندر نہ خرید و فروخت ہی ممکن ہو اور نہ لین دین
ہی کا کوئی موقع ہو۔ عورتیں عورتوں سے یا محارم سے اگر خاص چیزوں کی خرید و فروخت
کریں تو ان کے لیے تو بہر حال چہرہ و ہاتھ کا دیکھنا مباح مطلق ہو۔ علاوہ اس کے جب کوئی
عورت تجارت کرے گی تو ضرور عوام مردوں عورتوں سے کام پڑے گا۔ جو پردہ مروجہ کے
سخت متنافی ہو پس امام صاحب کی اس تقریر سے عورتوں کا بازار و لین دین یا
خرید و فروخت کے لیے جانا جائز ہوا۔ یہ آداب مناظرہ کے خلاف تھا کہ وحشی صاحب نے
موافق مطلب عبارت تو لکھائی اور جو خلاف مقصد تھا اسے نظر انداز کر دیا۔

امر سوم۔ اجنبی عورت کا بلا غرض دیکھنا خواہ فتنہ ہو یا نہ ہو جائز نہیں ہو۔ بے شک ہم بھی
یہی کہتے ہیں کہ مرد اپنی راہ چلین عورتیں اپنی راہ چلین اور حشیموں اور لوگوں کی طرح ایک
دوسرے کو گھور گھور نہ دیکھیں کہ علاوہ بدہنسی و سٹوک کھانے کے حکم قرآنی کے بھی خلاف ہو
امر چہارم لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ فرماتے ہیں کہ خوف فتنہ نہ ہو تو ایک بار کا دیکھنا
جائز ہو۔ تو فرمائیے وحشی صاحب! یہ کب ہو سکتا ہو۔ آیا اس چار دیواری کے اندر یا جب
عورتیں شرعی پردے میں ہوں۔

اب کتب فقہ کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

ولا تجوز ان ينظر الرجل الى
كسبى مرد کو جائز نہیں ہو کہ اجنبی عورت کو

الاجنبية الا الى وجهها وكفها
لقول تع ولا يبدین زینتہن الا
 ما ظہر منها قال علی وابن عباس
 ما ظہر منها الکحل والمخاتح والمارد
 المارد موضعها وهو الوجه والكفان
 كما ان المارد بالزينة المذكورة
 ماضعها ولا ن في ابداء الكف
 والوجه ضرورة لمجاہتها
 الى المعاملة مع الرجال اخذوا
 واعطاء وهذا تنصيص على
 انه لا يباح النظر الى قدمها
 وعن ابی حنيفة انها يباح
 لان فيه بعض الضرورة
 عن ابی یوسف انه يباح
 النظر الى ذمراعها ايضا
 لانه قد يبد ومنها عادة

دیکھے سوائے اس کے چہرہ اور ہاتھوں کے
 جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نہ ظاہر کریں اپنی زینت
 کو مگر ان میں سے جو ظاہر ہو جائے۔ کہا علی وابن
 عباس نے کہ مراد اس سے سر اور انگلیں ہیں
 یعنی اس کے موضع اور وہ چہرہ اور دونوں ہاتھ
 ہیں جیسا کہ زینت مذکورہ سے ان کے مواقع
 مراد ہیں۔ اور نیز اس لیے کہ چہرہ و ہاتھ کے
 ظاہر کرنے کی ضرورت ہو بہ سبب حاجت
 کے مردوں سے معاملہ کرنے میں لین دین
 کے وقت اور یہ اس امر پر نص ہو کہ قدم
 کا دیکھنا مباح نہ ہو لیکن ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ
 قدم کا دیکھنا بھی مباح ہو کیونکہ اس کے ظاہر
 کرنے کی بھی کسی قدر ضرورت ہو اور ابو یوسف
 کے نزدیک دونوں کہنوں کا دیکھنا بھی
 مباح ہو اس لیے کہ وہ بھی عادت ظاہر
 ہو جاتے ہیں ۱۲

اس پوری تقریر میں بھی چند امور قابل بحث اور ہمارے موافق ہیں۔

امرو اول۔ الا ما ظہر منہا سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں جو ستر نہیں ہیں۔

امرو دوم۔ علی وابن عباس کا قول (جس کو وحشی صاحب نے ضعیف بلکہ اضعف لکھا ہے)
 بہت صحیح اور قابل احتجاج ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا اس کی صحت کی سند ہوگی کہ صاحب ہدایہ
 جیسا شخص اس کو تسلیم کرتا ہو۔ علی وابن عباس کا صحابہ میں و نیز مفسرین و محدثین و فقہاء
 کے نزدیک جو پایہ ہو وہ اظہر من الشمس ہو وحشی صاحب نے جو ان کے قول کو خلاف مقصد
 پایا تو یہ کہہ کر چھپا چھپانا چاہا کہ روایت ضعیف ہے۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ صاحب ہدایہ کے
 قول کو بھی وہ مردود کہہ دیں۔

ا مرسوم۔ صاحب ہدایہ نے امام رازی کی تقریر کو اور بھی صاف کر کے بیان کر دیا کہ عورتوں کو مردوں سے معاملات کے وقت لین دین کرنے میں چونکہ ابدای وجہ و کفین کی ضرورت رہتی ہو اس لیے یہ ستر نہیں ہیں۔ اور جب مردوں سے معاملہ یعنی لین دین کرنا جائز ہو۔ تو پردہ و وجہ کا ابطال ثابت ہو۔

ا مہر چارم۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قدم بھی ستر نہیں ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک کتین بھی ستر نہیں ہیں۔

بدن الحیۃ کلھا عورۃ آزاد عورت کا تمام بدن عورت پر سواے الا و جھہا و کفینہا۔ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے۔ یہی عبارت کم و بیش فقہ اربعہ کی تمام کتب میں موجود ہے۔

الاما ظہر منها الا ما جرت العادة والجبلۃ علی ظہرہا وہو الوجه۔ و الکفان والقدمان ففی سترہا حرج بئین فان المردۃ لا تقجد بدامن من اولۃ الاشیاء بیدہا من الحاجة الی کشف وجہہا خصوفاً فی الشہادة والمحاكمة والنکاح وتضططر الی المشی فی الطرقات وظہورہا قد میہا و خاصۃ الفقہیات منہن عہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس زینت کے ظاہر کر دینے کی اجازت دی ہو جو عادت و فطرۃ ظاہر ہو جایا کرتی ہو اور یہ چہرہ۔ دونوں ہاتھ اور دونوں قدم ہیں۔ اُس کے چھپانے میں سخت حرج ہے اس لیے کہ چنیون کے لین دین کے وقت عورت چہرے اور ہاتھوں کے کھولنے پر مجبور ہے خصوصاً گواہی محاکمہ اور نکاح میں۔ اسی طرح راہ چلنے میں قدم کا گھلنا ضروری ہو خواہ کر جو عورتیں فقیر و محتاج ہیں انتہی لخصاً اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ ساتر لباس پہن کر عورتیں ضرورت کے لیے چل پھر سکتی ہیں۔

یہاں تک تو مفسرین و فقہاء کے اقوال اور قیاسی بحث تھی۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں۔ صاحب کفایہ شارح ہدایہ نے وجہ و کفین کے ستر نہ ہونے پر جو حدیث پیش کی ہو مع ان کے قول کے ہم یہاں مذکور ناظرین کرتے ہیں۔

لا یجوز ان ینظر الرجل الی کسی مرد کو جائز نہیں ہو کہ اجنبی عورت کی طرف

المسرة الأجنبية إلا إلى وجهها
وكفيها لقوله تعالى ولا يبدلين
زنيتهن الخ قالت عائشة المراد
منها إحدى عينيها ولكنها أخذت
بقول علي وابن عباس فقد جاءت
الأخبار في الخصصة في النظر
إلى وجهها وكفيها مروى لما
قال عمر في خطبة ألا لا تغالوا
في صدقة النساء فاجعلوا كآنت
مكرمة أو تقوى عند الله كان
أولى كرمها رسول الله في الله
ما خطب رسول الله ابنته أكثر
من امرأة جملة أو قية فقامت
سفعاء الخدين وقالت أنت
تقول قال الله اتيتم أحدا هن
قنطرا فلا تأخذوا منه شيئا
فبكى عمر وقال كل الناس أفقه
من عمر حتى النساء في البيوت
فذلك الداء إنما كانت
سفعاء الخدين وفي هذا أنها
كانت مسفرة من وجهها ولما
ناولت فاطمة أحد ولديها بلا
قال رعبت كفها لفة قمر ذل
أنه لا بأس بالنظر إلى الوجه
والكفين وأما خواتم الفتنة

نظر کرے سولے چہرہ اور ہاتھوں کے بقول
اللہ تعالیٰ کے اور نہ ظاہر کریں اپنی نوبت الخ
کہا عائشہ رضی اللہ عنہا کہ مراد اس سے ایک آنکھ ہے
لیکن ہم علی و ابن عباس کے قول سے سند
لیتے ہیں پس البتہ خبر ہو چکی ہو چہرہ و دونوں
ہاتھوں کی طرف نظر کرنے کی اباحت میں
روایت ہو کہ جب عمر نے ایک خطبہ میں کہا
کہ ہم میں غلو نہ کرو۔ اس لیے کہ اگر یہ عمر
اور تقویٰ ہوتا تو رسول اللہ تم لوگوں سے
زیادہ اس کے مستحق تھے پس قسم اللہ کی نہیں
بکھل چڑھا رسول اللہ نے اپنی بیٹی کا چار
سواوقیہ سے زیادہ۔ پس کھڑی ہوئی
ایک عورت جس کے دونوں گال سرخ یا
سیاہ داغ والے تھے اور کہا تو ایسا کہتا ہو
حالانکہ اللہ فرماتا ہو دیا تم نے کسی عورت کو
سونے کا ڈالا پس مت لو اس سے کچھ بھر روئے
حضرت عمرؓ اور فرمایا ہر شخص عمر سے زیادہ نفیہ
ہو یہاں تک کہ گھر میں بیٹھنے والی عورتیں پس
ذکر کیا راوی نے کہ عورت کے گالوں پر داغ تھے
اس سے معلوم ہوا کہ وہ عورت چہرہ کھو لو تھی
جب حضرت فاطمہ نے اپنی کسی بیٹی کو بلال
کو دیا کہا بلال نے کہ میں نے اُن کی ہتھیلی
کو دیکھا جیسے چاند کا ٹکڑا۔ پس ثابت
ہو گیا کہ چہرہ اور ہاتھ دیکھنے میں کچھ حرج
نہیں ہو۔ مگر خونِ متسنہ تو پھر کپڑوں کے

فیکون بالنظر الی ثنائیھا ایضاً دیکھنے سے بھی ہوگا۔

حدیث اول میں چند باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ عورت کا چہرہ کھلے رہنے سے صاحب کفایہ نے تو محض یہ ثابت کیا کہ چہرہ داخل ستر نہیں ہو۔ میں اس سے پردہ مروجہ کا ابطال بھی ثابت کرتا ہوں۔ اس لیے کہ وہ مجمع رجال میں تھی۔ اُس پر پردہ یہ کہ ایسے مجمع میں کھڑے ہو کر باتیں بھی کیں تو معلوم ہوا کہ عورتوں کا مردوں کی مجالس میں بغرض افادہ چہرہ کھولے ہو جانا جائز ہی نہیں بلکہ سنت صحابیات ہو۔ ثانیاً ہمارے دعوے کو اور تقویت ہوتی ہے جب ہم یہ حال خلاف فاروق اعظم اور نیز ان کی مجلس کا دیکھتے ہیں حضرت عمرؓ شریعت میں جیسے سخت تھے امین سن الاسم ہو اور یہ مضبوط ثبوت ہو کہ اگر عورتوں کا منہ کھول کر مردوں کی مجالس میں آنا ممنوع یا خلاف قرآن ہوتا تو فاروق عظیمؓ ہرگز گوارا نہ کرتے بلکہ وہ تو درون سی خبر لینے والے تھے۔ ثالثاً یہ کہ حضرت عمرؓ نے جو فرمایا ”بہر شخص عمر سے زیادہ فقیہ ہے۔ یہاں تک کہ گھر میں بیٹھنے والی عورتیں“ یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت گھر میں بیٹھنے والی پردہ نشین تھی جیسا کہ اب بھی شرقی عرب میں ہے۔ لیکن کھلے منہ مجالس رجال میں جانا اور مردوں سے گفتگو کرنا نہ شرعاً معیوب ہے نہ تہذیب کے خلاف ہے اور نہ پردہ نشینی و عصمت کو مضرت ہے۔ (رابعاً) باقی رہا خوف فتنہ جیسا کہ بار بار وحشی صاحب خوف فتنہ کا رونا روتے ہیں تو اس کا جواب صاحب کفایہ نے یہ دیا کہ خوف فتنہ تو عمدہ کپڑوں کو دیکھنے سے بھی ہوتا ہے اور کپڑوں کا چھپانا محالات سے ہے۔

کتاب نصب الدلایہ فی تخریج احادیث الہدایہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۶۶ میں مرقوم ہے۔
 عن عائشة ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول اللہ و علیہا ثیاب مرآق فاعرض عنہا وقال یا اسماء ان المرءة اذا بلغت الحيض لم تصلح ان یرى منها الا هذا وهذا و اشار الی جمعها و کفہا

عائشہ رضی سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر ان کی بہن رسول اللہ کے پاس آئیں اور ان کے بدن پر ہمیں کپڑے تھے پس رسول اللہ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے اسماء جب عورت حیض والی ہو جائے تو اس کا کوئی بدن نہ دیکھنا جائز نہیں ہے مگر یہ اور یہ اور اشارہ کیا ان کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف۔

اولاً تو جب یہ روایت حضرت عائشہؓ سے ہو تو ان کا الّا ناظر منہا ہے ایک آنکھ کا مراد ایسا صحیح نہیں ہو کیونکہ یہاں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالقرین فرمایا کہ چہرہ و ہاتھ کے سوا کسی عضو کا دیکھنا درست نہیں ہو۔ جناب وحشی صاحب نے جو قاضی بیضاویؒ کا قول نقل کیا ہے کہ چہرہ و دونوں ہاتھوں کا ستر نہ ہونا نماز کے اندر ہونے نظر میں۔ بدیہی البطلان اور بوجہ چند مقتضوس ہر وجہ اول۔ حدیث مذکورہ بالا نظر ناظرین سے گذر چکی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسماء بنت ابی بکر کو باریک کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کہ ”عورت جب بالغ ہو تو اس کو واجب ہو کہ سوا وجہ و کفین کے کوئی عضو نہ دکھائے“ انتہی حدیث میں تو عام حکم ہو بلا کسی قید کے۔ یہ کہاں مستنبط ہوتا ہے کہ فقط نازین وجہ و کفین کا ستر واجب ہے۔ قاضی بیضاویؒ ہوں یا کوئی ہوں جب کہ ان کا محض قیاس ہو تو کافی ثبوت پیش کرنا چاہیے۔ ایجاد بندہ سے کام نہیں چلتا۔

وجہ دوم۔ اگر وجہ و کفین کا ستر محض نازین ضروری ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسماء بنت ابی بکر کو عموماً تمام جسم کے چھپانے کو فرماتے۔ وجہ و کفین کا استثناء کرنا خود اسی امر پر وال ہو کہ وہ مطلقاً ستر نہیں ہو۔

ہم اوائل کتاب میں لکھ چکے ہیں کہ عرب میں کبھی ڈولی کا رواج نہیں تھا اور نہ ہے۔ تو ضرور ہو کہ اسماء بنت ابی بکر اپنے گھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیدل آئی ہوں۔ اور یہ مولوی محمد حسین صاحب کے دعویٰ پر دلیل ساطع ہو کہ عورت سائر لباس پہن کر چہرہ اور دونوں ہاتھ کھولے ہوئے نکل سکتی ہو۔

وعن قتادة مرفوعاً ان المرأة اذا حاضت لم تصلح ان يرى منها شيء الا وجهها ويداهما الى المفاصل الاحاديث الواردة في قولهم تعبد ولا يبدن زينة الا ما ظهر منها عني عائشة فقالت الى وجهه والكفان

قتادہ سے مرفوعاً روایت ہو کہ عورت جب حیض کو پہنچے تو اس کا کوئی بدن دیکھا سوا چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو رواہ ابن ماجہ حدیث میں جو انتہی سے اس قول کی تفسیر میں اردو ہیں کہ عورتیں اپنی زینت کو نہ ظاہر کریں مگر جتنا ہر چاہے۔ عائشہؓ سے روایت ہو کہ یہ زینت وجہ و کفین ہے۔ انتہی

اب تو غالباً وحشی صاحب بھی معترف ہو گئے ہوں گے کہ جناب عائشہؓ کا پہلا ایک آنکھ والا قول ضعیف بلکہ اشعث ہو اس لیے کہ اب خود انھیں کی صحیح روایتوں سے پائے ثبوت کو پہنچایا

کہ وجہ و کفین عموماً ستر نہیں ہیں اور اسی پر فقہاء و محدثین کا اتفاق ہے جو بمصدق لاجتہاد سے امتی علی الصلال اصح ہے اس امر کے ثابت ہونیکے بعد کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں قدم علی العموم ستر نہیں ہیں اگر وحشی صاحب یا جو شخص وجہ و کفین کے عورت ہونے کا قائل ہو وہ ضرور الاستحلال کفر والاستحرام کفر کا مرتکب ہوگا۔

قال الله تع۔ یا ایہا النبی قل لا ذواجلك ونباتک ونساء المؤمنین یکذبن علیہن من جلالہن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یؤذین ۵۰
 اونی اپنی بیبیوں۔ بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادرین گھٹا ٹوپ اور ہلین۔ اس میں کم سے کم وہ پہچان پڑیں گی پھر نہ ستائی جائیں گی۔ بیشک اس آیت کی شان نزول جو کچھ وحشی صاحب نے بیان فرمائی ہے وہ تو بہت ٹھیک ہے لیکن ان کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔

تو اس آیت اور نیز تفاسیر کے سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ قبل اسلام اور نیز اہل اسلام میں عورتیں کھلی یعنی برہنہ سر نکلتی تھیں اور یہ علامت زانیہ عورتوں کی تھی۔ قرآن مجید نے اس سے ممانعت کی کہ برہنہ سر نکلیں بلکہ چادروں کو اس طرح اوڑھیں جس سے سر ڈھپ جائے اور دیکھنے والے یہ پہچان جائیں کہ یہ آزاد و شریف عورتیں ہیں زانیہ اور لوطیان نہیں ہیں اور یہ پہچان کرو نہ ستائیں گے۔

اس آیت سے اشارہ بھی چہرہ چھپانے کا حکم نہیں نکلتا بلکہ سر کھلا رکھنے سے ممانعت ہے اس لیے کہ چہرہ و دونوں ہاتھوں کا ستر نہ ہونا ہم ثابت کر چکے ہیں۔ اجنبی مرد اجنبی عورت کو آزاد و شریف ایسی امت پہچان کے نہ ستائیں گے جب کہ چادر اوڑھ کر وہ باہر نکلیں جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے اور یہ امر مولوی شری صاحب کے لیے دلیل ہے پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ عہد رسالت میں مسلمانوں کی عورتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکیاں اور نیز ازواج مطہرات گھٹا ٹوپ چادرین اور ہل کر باہر نکلتی تھیں۔ وحشی صاحب بھی اس کے معترف ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں "اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں جب باہر نکلیں" انحر (انحراب صفحہ ۱۵) اور باہر نکلتا خود پردہ مروجہ کی منافی ہے۔

قوله تع۔ وقرن فی بیوتک ۱۱
 ۱۱ اور ازواج مطہرات اپنی گھروں میں قارسیں بیٹھیں

وَلَا تَزْنِ زَنَّا بَهِرَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ۚ اور اگلی جاہلیت کی طرح دکھاتی نہ پھرو
اس آیت میں چند تحقیقات ہیں۔

تحقیق اول۔ وحشی صاحب تو فرماتے ہیں ”اس آیت میں عام عورتیں بھی داخل ہیں
مثلاً پارہ ۵ سورہ بنی اسرائیل میں ہو ولا تَزْنِ زَنَّا بَهِرَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ۚ
یہاں خطاب تو خاص رسول کی طرف ہو مگر حکم میں عام اُمت بھی داخل ہو“ یہ بالکل غلط اور
وحشی صاحب کا مغالطہ ہو۔ استدلال میں جو اُمت آپ نے پیش کی ہو وہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ
عام اُمت ہرگز اس آیت میں شریک نہیں ہو بلکہ ان کے لیے دوسری آیتیں موجود ہیں۔

وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا ۚ لوگو! اللہ کے لیے کوئی برابر والا نہ کرو
وَلَا تَشْرِكُوۤا بِاَبۡنَائِہِ ۚ لوگو! اللہ کا کوئی شریک مت کرو۔

اس کے سوا اور بہت سی آیتیں ہیں۔ پس عام اُمت کے لیے شرک کی ممانعت عام آیتوں
میں ہو اور جب کہ عام اُمت کے لیے ایک دوسرا حکم موجود ہو تو اس حکم میں شریک ہونے
کی وجہ نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو۔ وحشی صاحب نے جو دیکھا کہ رسول اللہ
کو جس امر کی ممانعت اللہ نے فرمائی ہو اُمت کو بھی اس سے دوسری آیتوں میں ممانعت ہو
پس عوام کو دھوکا یعنی مغالطہ میں ڈالنے کے لیے خاص آیت کو پیش کر کے کہہ دیا کہ دیکھو
اُمت خاص حکم میں رسول کے ساتھ شریک ہو۔

تحقیق دوم۔ اس آیت میں عام عورتیں شریک نہیں ہیں بلکہ یہ آیت خاص ہے
ازواج مطہرات کے واسطے ہی اور لا اس وجہ سے کہ خود اللہ تعالیٰ اس میں پہلی آیت میں فرمایا ہے کہ
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتَ مِنَ الرِّسَالِ ۚ اٰمُوۤنٰی کی بیبیو تم عام عورتوں میں سے کسی
مِنَ الرِّسَالِ ۚ اِنَّا اَتَقَفَاۤفُکُمۡ ۚ کی طرح نہیں ہو۔ اگر اللہ سے ڈرتی ہو تو
فَلَا تَخْضَعُوۡنَ بِالْقَوَالِ لوگوں سے بات کرنے میں نرمی نہ کرو۔

یعنی چونکہ ازواج مطہرات کی عزت و وقعت تمام عورتوں سے زیادہ ہے اس لیے وہ عزت
اس امر کی مقتضی ہوئی کہ وہ گھر میں رہیں ورنہ عام مومنات اور ازواج رسول امین کی افرق
ہے گا۔ وحشی صاحب فرماتے ہیں کہ ”لست من الرسل“ کا حکم صرف

اِنَّ التَّقٰی ۚ کی وجہ سے ہو یعنی اگر تم اللہ سے ڈرو تو مثل عام عورتوں کے نہیں ہو۔

یہ استدلال یہ وجہ چند مردود ہو۔ اولاً اس وجہ سے کہ اگر صرف اتقا سبب اُن کی حرمت کا ہو تو لازم آئے گا کہ جس عورت میں اتقا ہو وہ مساوی رتبہ ازواج مطہرات ہو اور یہ بدادہ غلط ہو۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ اس طالع میں شرط موخر اور جزا مقدم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ بلا سبب شرط کا جزا سے موخر ہونا بلا منت کے خلاف ہو ان نظم یا موزون کلام میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ ثالثاً اس وجہ سے کہ ”ان التقیین“ کو اگر شرط مقدم مانیں تو ”فلا تخضعن“ کہ ہر جائے کا کیونکہ اس پر دت حرف جزا داخل ہے۔ اصل یہ ہے کہ ”ان التقیین“ کو اپنی پہلی آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رابعاً اس وجہ سے کہ تمام مفسرین اس کے خلاف ہیں تفسیر کبیر میں امام رازی صاحب فرماتے ہیں کہ

یعنی فیکن غیر ذلک امر لا یوجد
فی غیر کن وھو کی نکن امہات
جمیع المؤمنین و زوجات
خیر المرسلین و کما ان حمل
لیس کا حد من الرجال کذلک
قرائتہ اللاتی یشرفن بہ عہ

اس سے ظاہر ہے کہ اگر محض اتقا ازواج مطہرات کی علوشان کا سبب ہوتا تو یہ تو کوئی ایسا خاص سبب نہیں ہے جو دوسری عورتوں میں نہ پایا جائے۔ ہاں ازواج مطہرات کی زیادتی شرف کا یہ سبب ہے کہ وہ امہات المؤمنین اور خیر المرسلین کی ازواج ہیں جیسا کہ امام صاحب نے لکھا ہے۔ امام صاحب کا یہ قول بھی قابل غور ہے کہ ”اسی طرح محمد کے قریبی جن کا شرف ان کی وجہ سے ہے“ تو معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات میں کوئی ایسا شرف بھی ہے جو ان کا ذاتی نہیں بلکہ سوا اللہ کی وجہ سے ہے اور یہ شرف زوجیت رسول کا ہے جو سبب خاص حکم کا ہوا۔ تفسیر مدارک التنزیل میں تفسیر آیت ذیل میں اور بھی واضح کر کے لکھا ہے۔

یا تساءل النبی من کیا آیت و منک
یفاحشۃ مبینۃ یصاعف
لہا الحدایہ ضعیفین و کان

عہ تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول صفحہ ۷۸۲۔

ذللہ علی اللہ یسیراۃ اللہ پر آسان ہو۔ انتہی
 فان زیادة قبیحة تتبع زیادة اس لیے کہ برائی کی زیادتی کا سبب گنہگار کی بڑگی
 فضل المذنب - لا یمنعه ہو۔ اور نہین منع کہ ہو گا اللہ کو گناہ کو دہا کرنے سے
 عن التضعیف کو نھن نساء ان کا ازواج رسول ہونا اور یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ
 النسبی وکیف وہی سیدہ ازواج رسول ہی ہونا ان کی یادتی فضل کا باعث ہو
 الحاصل جب ازواج نبی ہونا سبب ان کے شرف کا ہوا اور یہ شرف سبب ہوا حکم کی خصوصیت
 کا تو یہ پردہ خاص ہو گیا جس میں عام مومنات شریک نہیں ہو سکتیں۔

اس حکم کے عام ہونے پر وحشی صاحب نے ایک اور دلیل دی جو پہلی دلیل کی طرح
 دھوکے کی مٹی پر ہو سکتے ہیں کہ ”اگر یہ حکم ازواج مطہرات کے لیے ہوں گے تو اس کے بعد
 کی آیت **وَأَقِمِ الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ** بھی خاص انھیں کے لیے ہوگی۔ حالانکہ باتفاق
 امت اس میں عام عورتیں بھی داخل ہیں۔ (الحجاب صفحہ ۵۵)

نہین! وحشی صاحب یہ آپ کی عقل کا تصور ہے باتفاق علمائے امت عام عورتیں
 خاص اس آیت کے حکم میں شریک نہیں بلکہ نفس مطلب میں شریک ہیں یعنی یہاں جو حکم
 ازواج مطہرات کو دیا گیا ہے وہی حکم عام عورتوں کو بھی دوسری آیتوں میں دیا گیا ہے۔ دیکھو
 اذائل کتاب میں مقدمہ ششم۔

تحقیق سوم۔ جب ازواج مطہرات کا تمام مناسے مومنہ سے اشرف ہونا ثابت
 ہو گیا تو ضرور ہوا کہ پرے میں بھی زیادتی ہو۔ ورنہ اگر ازواج مطہرات بھی علی العموم مکمل
 کریں تو ازواج مطہرات اور عام عورتوں میں کیا فرق ہے گا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ
 کی تفسیر میں لکھا ہے **هَذَا عَلَيَكُمُ الْوَقْدَانِ** یعنی یہ پردہ تم پر وقار کی دلیل ہے۔
 لیجیے وحشی صاحب آپ ادعاے استلزام پر دلیل و بیان چاہتے تھے وہ بھی پاگئے۔ اب تو
 دل سرد ہوا۔

تحقیق چارم۔ وحشی صاحب فرماتے ہیں کہ ”بہ فرض محال اگر یہ حکم خاص ازواج مطہرات
 کے لیے ہو جب بھی اگر اس فسق و فجور کے زمانے میں عام عورتیں اجہات المومنین کی
 تقلید کریں تو یہ فعل محمود ہوگا نہ مذموم“ (الحجاب صفحہ ۵۶)

بفرض حال کی ایک ہی کمی۔ ہنسنے خصوصیت حکم ثابت کردی اب بہ فرض حال کہاں رہا خیر اب اس کا جواب بھی سنئے۔

”وقت واحد میں رسول اللہؐ کی آٹھ نو بیسیاں تھیں۔ اس زمانے میں جب کہ ایک بیوی ایک مرد کو بہ وجہ چند کافی نہیں ہوتی جو سب فسق و فجور کا ہوتا ہو اگر عام مرد رسول اللہؐ کی تقلید کر کے آٹھ نو نکاح کریں تو بقول وحشی صاحب یہ فعل محمود ہوگا نہ مذموم۔ ہمسر علمای کرام سے استقلا طلب کرتے ہیں کہ اتنے نکاح جائز ہوں گے یا نہیں۔ اگر وہ لوگ نا جائز کہیں اور عدم جواز کا سبب یہ بتائیں کہ وہ مخصوص رسول اللہؐ کی ذات سے تھا اور جب کہ عام مردوں کے لیے ایک حکم موجود ہو تو خواہ مخواہ بلا قول کے رسول اللہؐ کے فعل کی تقلید کرنی صحیح نہیں ہو تو ہم کہیں گے کہ حضرات علمایہ یہ بات ذرا ہمارے دوست وحشی صاحب کو سمجھا دیجیے کہ جس طرح عام مرد رسول اللہؐ کے خاص فعل کی تقلید بلا حکم نہیں کر سکتے۔ اسی طرح عام عورتیں بھی ازواج مطہرات کے خاص فعل کی بلا حکم تقلید نہیں کر سکتیں۔“

تحقیق پنجم۔ اگر آیت ”وَقُرْنُ کُوبَیْضَ قَافٍ پُرْهَاقٍ“ تو یہ معنی ہوں گے کہ گھروں میں ٹھہری رہو لیکن اکثر قرآن میں اس کو کبسر قاف و قرْن پڑھا ہے (دیکھو تفسیر کبیر بیضاوی و کشاف وغیرہ) تو اس حال میں یہ معنی ہوں گے کہ ”اے ازواج نبی تم اپنے گھروں میں جب تک رہو عزت سے رہو“ اور یہی معنی ٹھیک ہیں ورنہ جناب عائشہ صدیقہ پر (جو رسول اللہؐ کی بہت مغز بیوی تھیں) اور جن کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی یہ سخت اعتراض وارد ہوگا کہ انھوں نے خلاف حکم خدا کیا جو مدینہ سے شام تک گئیں۔

تحقیق ششم۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ ”وَقُرْنُ کُوبَیْضَ قَافٍ“ ہی ہو اور اس کے یہی معنی ہیں کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور عام عورتیں بھی اس حکم میں شریک ہیں تو بھی تو ہمارے دعوے کو مضر نہیں ہو۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ نے تحفۃ اشنا عشریہ کے باب المطاعن میں اس آیت کی بحث پر لکھا ہے کہ گھروں میں ٹھہرے رہنے سے اگر یہ مطلب ہو کہ عمر بھر گھر ہی میں رہو۔ باہر مت نکلو تو یہ اخلاق بدائتہ غلط ہو۔ اس لیے کہ حوائج ضروریہ کے لیے نکلنے پر تو بشر مجبور ہو اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ رسولؐ کے عہد میں ازواج مطہرات حوائج ضروریہ کو نکلتی تھیں۔

غرض کہ آن جناب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام تک جانا اس آیت کے خلاف نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس نکلنے سے ہمارا مدعا ثابت ہو جاتا ہے کہ اس آیت کے معنی یہی ہیں کہ گھروں میں عزت سے رہو۔ اور جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکلنا اور جنگ میں شریک ہونا ثابت ہو تو اس آیت کی تعمیم حکم سے بھی جناب وحشی کا مطلب حل نہ ہوا۔ واحسنہما صحیح بخاری کے باب حج النساء میں یوں مرقوم ہے۔

اذن عمن لا من واجہ النسبی للہجج عمر نے ازواج مطہرات کو حج کرنے کی اجازت دی
 شارحین اس جگہ خصوصاً مولانا احمد علی سہارنپوری اس کی شرح لکھتے ہیں۔

کان متوقفا فی ذلک اعتماداً حضرت عمر اس امر پر پھڑپھڑے ہوئے تھے انہوں نے
 علی قولہ تعالیٰ وفرن فیہو تکن کے قول پر اعتما د کر کے کہ گھروں میں ٹھہری
 وکان یری تحریم السفر علیہن رہو۔ اور اس آیت میں ازواج مطہرات پر
 اولاً لائم ظہر لہ الحجوا زن اخر سفر حرام سمجھتے تھے اول میں پھر آخر خلاف
 خلافتہ فاذن لہن وتبعہ میں جواز سفر ان پر ظاہر ہو گیا تب ازواج
 علی ذلک جماعۃ من الصحابۃ نبی کو اجازت دی اور تبعیت کی اس پر
 من غیر ذلک یرفعون صحابہ کی جماعت نے بغیر کسی منکر کے اور مکملین
 الا زینب وسودۃ عہ سب ازواج سوا زینت اور سودہ کی۔ انتہی

اس آیت پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی یہ گمان تھا کہ جب ازواج مطہرات کو گھروں میں رہنے کا حکم ہو تو ان کے لیے سفر حرام ہو لیکن صحابہ نے اس سے اختلاف کیا اور آخر ان پر یہ ظاہر ہو گیا کہ اس آیت میں سفر کی ممانعت نہیں ہے تب آپ نے ازواج مطہرات کو اجازت سفر دے دی۔

توجیب کہ خود ازواج مطہرات پر سفر اور گھروں سے باہر نکلنا منہوع نہ ہوا جن کی شان میں خاص کر یہ آیت نازل ہوئی تو تمام عورتوں پر اگر یہ حکم عام کر دیا جائے تو بھی باہر نکلنا کیونکر منہوع ہو سکتا ہے۔ ہم وحشی صاحب کے طریقہ استدلال ان کی نبی منطق و فہم پر سولے اس کے کیا کہیں۔ برین عقیل و دانش بیاید گریست۔

قال اللہ تع۔ فاذا سلمتموهن جب ازواج نبی سے کوئی چیز مانگی

مَنَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۖ تَوْبِرَ دَعَاؤُكُمْ فِي أَنْفُسِنَّاهُنَّ مَنَاجِدًا ۚ

آیت تو یہ بھی خاص ہو یعنی اللہ تعالیٰ صحابہ سے فرماتا ہے کہ نبی کی بیبیوں سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پورے کی آڑ سے مانگا کرو۔ لیکن ہمارے وحشی صاحب اس کو بھی عام احکم کہتے ہیں یعنی کوئی مرد کسی عورت سے کوئی چیز چاہے تو پورے سے۔ وحشی صاحب کا یہ مدعا کئی طرح سے باطل ہو۔

(اول) الضمیر لئسأ النساء لدلالة ضمیر "هن" ازواج نبی کے واسطے ہو بہدلیل بیوت النبی لان فیہا نساء ۖ بیوت نبی کے نبی کے گھروں میں انھیں کی بیبیائیں (ثانیاً) مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی نے بھی یہی لکھا ہے۔ لیکن ہمارے مخاطب وحشی ان کی بات نہیں سنتے۔ امام رازی رح کا قول جو آپ نے نقل کیا ہے اس میں کہیں یہ عبارت نہیں لکھی ہے کہ یہ حکم عام ہے۔

(ثالثاً) اس آیت میں مرد مخاطب ہیں کہ جب کوئی چیز ازواج رسولؐ سے مانگو تو پردہ کی آڑ سے پس اگر پردہ ثابت ہوتا ہے تو مرد کے لیے نہ عورت کے لیے۔ (رابعاً) بڑی شکل تو یہ ہے کہ وحشی صاحب کہیں تو مجتہد بن جاتے ہیں اور کہیں تقلید کے گرٹھے میں گر پڑتے ہیں جب آپ نے ایک عالم شخص کی تقلید چھوڑی تو کیا وجہ کہ دوسرے کی تقلید کی۔ یہ ترجیح بلامرجح ہے۔ معذرا امام رازی کا قول ہے تو یہ نہیں ہے کہ یہ آیت مخصوص اہل عام احکم ہے۔ اور یہ فرض محال اگر ان کا قول بھی ہوتا تو جب کہ سراسر آیت میں مخاطب صحابہ ہیں اور ازواج مطہرات مراد ہیں۔ عام عورتیں ہرگز اس میں شریک نہیں ہو سکتیں۔ انھیں وجہ سے جن کو ہم "قرن فی یتوکلن" کے تحت میں بیان کر آئے ہیں۔ (خامساً) وحشی صاحب لکھتے ہیں کہ "مگر اصل یہ ہے کہ جیسے انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً میں باوجود مقام تخصیص حسنین وعلی وفاطمہ رضی اللہ عنہم داخل ہیں ویسے ہی بیان "هن" سے ازواج مطہرات و عام نساء مشون دونوں مراد ہیں۔ انتہی۔ شاباش! برین فہم و علم شاباش!

میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہاں مقام تخصیص کون سا ہے۔ آپ فقط علی و حسنین و فاطمہ کو اس آیت میں داخل سمجھتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اتفاق اہل سنت

اس آیت میں تمام بنی ہاشم شامل ہیں اور آیت میں اسکی وجہ بھی بتائی دیتا ہوں جو بالکل صاف و صریح ہے، لیکن انوس کہ آپ نہ سمجھے۔ مقام تخصیص توجہ ہوتا کہ بجائے ”یظہر کما“ کی ”یظہر کما“ ہوتا اور اس وقت بھی اس آیت میں اور لوگ مراد ہوتے کیونکہ ”لکن“ ضمیر مؤنث ہے اور مراد مرد ہوتے لیکن جب کہ ضمیر مذکر ہے اور مراد مرد و عورت دونوں میں تب مقام تخصیص کہاں رہا دوسرے یہ کہ اہل بیت کا لفظ ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ لے اہل بیت اللہ تمہاری برائیوں کو کھان کر تم کو پاک کرنا چاہتا ہے۔ اب اہل بیت رسول اللہ میں جو جو شریک ہوں گے سب آجائیں گے۔ یعنی بنی ہاشم کے پانچون قبیلے جن پر صدقہ حرام ہے۔ اور وہ آل نبی۔ آل عباس۔ آل جعفر۔ آل عمارت اور آل عقیل بن ابی طالب ہیں۔

فرمائیے دینی صاحب! کون سا مقام تخصیص تھا جو آپ کے نزدیک عام ہو گیا وحشی صاحب نے جس قدر آیات قدسیہ پر مدہ مروجہ کے اثبات میں پیش کیں کسی سے بھی ان کا مدعا ثابت نہ ہوا۔ اور حق یہ ہے کہ ہر آیت مولانا شری صاحب کے دعویٰ پر بجائے خود برہان ساطع ہے۔ اب ہم علاوہ ان احکام آیات کے چند آیتیں ایسی پیش کرتے ہیں جس سے نطلان بردہ مروجہ ہوتا ہے و دستعین باللہ المتین

(۱) قل قَالُوا لَنُحْيِيَنَّ أَبْنَاءَ نَاوَا کہ امی محمد کہ آؤ ہم اپنی لڑکوں کو بلائیں تم اپنی
ابناء کُم و یسَاء نَا و یسَاء کُم لڑکوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں
وَأَنْفُسَنَا وَ أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ کوبلاؤ ہم اپنی لڑکوں کو بلائیں تم اپنی لڑکوں کو بلاؤ
فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ قسمی کریں تب بھولوں پر اللہ کی لعنت کریں

یہ آیت مباہلہ ہے۔ رسول اللہ صلعم اور کفار سے قسمی قسمی کی ٹھہری کہ جو چھوٹا ہوگا اسی وقت اُس پر قہر آسمانی نازل ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ تم اپنے لڑکوں عورتوں لوگوں کے ساتھ آؤ اور ان سے کہو کہ اپنے لڑکے عورتوں اور لوگوں کو لے کر آئیں تب قسم کھاؤ۔

رسول اللہ صلعم کے دونوں بازو نہی حسن و حسین تھے۔ پیچھے حضرت فاطمہؑ او اُن کے پیچھے حضرت علیؑ تھے۔ جمہور مفسرین لکھتے ہیں کہ اس ہیئت سے آپ مجمع کفار

(۳۴) وَاللّٰقِیَٰتِیْنَ الْفَاحِشَةِ
 مِنْ نَسَاجِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوا
 عَلَیْھِنَّ اَرْبَعَةً مِنْکُمْ فَاِنْ
 شَہِدُوْا فَاَمْسُکُوْهُنَّ فِی
 الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفَّیْھُنَّ الْمَوْتُ
 اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَھُنَّ سَبِیْلًا ۚ

یہ حکم اس وقت کا ہے جب حد زنا مقرر نہیں ہوئی تھی۔ گھروں میں بند رہنا بدکار عورت
 کی سزا اللہ نے مقرر کی تھی اور ہندوستان میں بلا ارتکاب زنا عورتیں اس سزا کو بھگت کر رہیں
 اس سے کوئی فرد بشر انکار نہیں کر سکتا کجرم کی سزا غیر مجرم کو ملنی خود ایک گناہ عظیم ہو۔
 پردہ مروجہ کا بطلان تو ہمیں سے ثابت ہو۔

اس کے بعد ہم ان آیات کریمہ کو نذر ناظرین کرتے ہیں جن سے بخوبی پتہ لگتا ہے
 کہ ہندوستان کا ایسا پردہ مروجہ ابتداء سے آفرینش عالم سے کبھی اسلام میں نہیں تھا۔

(۳۵) فَحَمَلَتْہُ فَامْتَبَذَتْ بِہِ مَكَانًا
 قَصِیًّا فَاجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِدْعِ
 الْغُلَّةِ قَالَتْ یَا لَیْتَنِیْ وَسَّیْتُ
 قَبْلَ ھٰذَا وَاَکُنْتُ نِسِیًّا مَّنْسِیًّا
 فَنَادٰ لُھَا مِنْ تَحْتِہَا اَلَا تَحْضُرٰنِیْ
 فَجَدَّعِلْ بِرَبِّکَ تَحْتَکَ سَرِیًّا
 اِلٰی قَوْلِہٖ فَکَلٰی وَاشْرٰی لِیْ وَتَرٰی
 عِیْنًا فَاِمَّا تَرٰی مِنْ الْبَشَرِ
 اَحَدًا فَقَوْلِیْ اِنِّیْ نَذَرْتُ
 لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ
 الْیَوْمَ اَنْسِیًّا فَاَتَتْ بِہِ قَوْمًا
 فَحَمَلَتْہُ قَالِیْ اِنَّا مَرْسُوحٌ

پس حاملہ زمین مریم انیس سے بچہ بگل کی راہ
 اختیار کی پس اور روزہ ہوا ان کو ایک
 درخت خرما کے نیچے کہا مریم نے اے
 کاش اس سے پہلے میں مر جائی اور بھول
 بھلا گئی ہوتی پس بچہ اس کو اس کے پیچھے سے
 کہ مت غم کھا۔ البتہ تیرے رب نے تیرے نیچے ایک
 چشمہ گردانا ہے (الی قولہ) پس کھا۔ پی۔
 اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر کسی مرد کو آدمیوں
 سے دیکھے تو تو کہہ دے کہ آج میں نے
 اللہ کے لیے روزہ نذر مانا ہے اور کسی شخص
 سے بات نہیں کروں گی پھر لائین مریم اس
 (لڑکے عیسیٰ) کو اپنی قوم میں اٹھائے ہوئے

لقد جئت شفیاً فریاً ۱۷ کہا تو مگر لوگوں نے کہ ای موسیٰ یہ کیا برا کام تجھ سے ہوا
حضرت مریم کا جنگل میں بستی سے جانا۔ وخت خرمائے نیچے بیٹا جتنا۔ افسانہ کہ کسی مرد سے
ملاقات ہو تو کمند و مین بات نہ کروں گی۔ پھر قوم میں حضرت عیسیٰ کو لے کر آنا اور قوم کے
مردوں کا ان سے باتیں کرنا یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ وحشی صاحب اپنے خلاف مدعا پا کر
ہاسے ہاسے کریں۔

(۵) قال قد اوتیت سؤالک یا موسیٰ ولقد مننا علیک موعۃ
اخری اذ اوحینا الی املک ما یوحی ان اقل فیہ فی
التابوت فاقذ فیہ فی الیم فلیلقہ الیم بالساحل ۱۸
کہا اللہ نے کہ ای موسیٰ تیری مراد تجھے عطا
کی گئی اور البتہ ہم نے یہ تجھ پر دوبارہ ہسانا کیا
جب وحی پہنچی ہم نے تیری مان کی طرف
کہ موسیٰ کو صندوق میں رکھ دے پھر صندوق
کو دریا میں ڈال دے پھر دریا اس کو
ساحل پر پھینک دے گا۔ ۱۸

حضرت موسیٰ کا قصہ مشہور ہے۔ ان کی ولادت بالکل پوشیدہ ہوئی اور چونکہ خدا کو ابھی پوشیدہ
رکھنا منظور تھا اس لیے ان کی مان کو ہدایت کی کہ موسیٰ کو صندوق میں بند کر کے دریا میں
ڈال دیں۔ اور یقیناً یہ کام حضرت موسیٰ کی مان نے اکیلے ہی کیا ورنہ اور لوگوں کو بھی خبر
ہو جاتی۔ پس موسیٰ علیہ السلام کی مان کا تنہا آبادی سے دریا تک جا کر صندوق چھینکنا اس
بات کا پتہ دیتا ہے کہ ہند کا جیسا پردہ جس دوامی جب نہیں تھا۔

(۶) اذ نصحی اخیثک فتقول
هل اذ لکم علی من یکفل
فرجعناک الی املک لایہ
حضرت موسیٰ کی مان نے موسیٰ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال تو دیا لیکن شفقت ماری
سے بہت بقرار تھیں چنانچہ بے صبر ہو کر موسیٰ کی بہن سے کہا کہ تم اس کے پیچھے چلو چلو جاؤ
دیکھو یہ صندوق کہاں ٹھہرتا ہو۔ قرآن مجید کے الفاظ یہ ہیں۔

اصْبِرْ نَوَاحِدًا مِّنْ مَّوْسٰی فَارْتَا قَالَتْ لَاخِثَهُ قُصِيْدُهُ الْخِ
درہ صندوق محل فرعون کے نیچے ٹھہرا اور فرعون کی بی بی آسیہ نے حضرت موسیٰ کو پالنا چاہا

لیکن موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے رب موسیٰ کی بہن نے جو پیچھے پیچھے پوشیدہ طور سے گئی تھیں کہا کہ میں ایسی دایہ تبادون جس کا دودھ یہ بچپن کے اور حضرت موسیٰ کی ماں آمین حضرت موسیٰ کی بہن کا اپنے مکان سے فرعون کے محل تک جانا خود مردہ مردہ کے خلاف ہے۔ نہ کہ اُس پر آشوب زمانہ میں جب کہ بنی اسرائیل کی عورتیں بلاوجہ مردِ ظلم و ستم ہو رہی تھیں۔

(۷) وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا امْرَأَتَيْنِ تَذُرُونِ قَالَ مَا حَطَبُكُمْ قَالَتَا لَا سَقِ حَتَّى بُصِدَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ فَجَاءَتْهُ أَحَدُهُمَا نَسِيئًا عَلَى سَفِيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ ابْنِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيكَ أَجْرًا مَا سَمِعْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُ وَنَسِيَ عَلَيْكَ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ فَنُحِيَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ قَالَتْ إِنَّ خَيْرَ مَنْ اسْتَأْجَرْتُ الْقَوِيَّ الْأَمِينُ أَحَدُهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِي رَجُلًا فَإِنْ انْصَمَّتْ

اور رب موسیٰ شہر مدین کے کنوین پر پہنچے تو دیکھا کہ کنوین پر ایک بھیڑ لگی ہے اور وہ پانی پیا رہی ہیں اور دیکھا کہ ان سے ایک دو عورتیں اپنی بکریوں کو روکے کھڑی ہیں موسیٰ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے بلیں جب تک چرواہے اپنی بکریاں ہٹا دیں جانیں ہم پانی نہیں سکتے اور ہماری والدہ بہت بوٹھے ہیں یہ سکر موسیٰ نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا پھر سرت کر مایہ بین جا بیٹھے اور دعا کی کہ اسے میری رو روگا تو اس وقت نعمت بھیج دی میں اس کا حاجت مند ہوں تو میں ان عورتوں میں سے ایک شہریاتی ہوئی چلی آئی اور موسیٰ کو کہا کہ میری والدہ کو بلا رہے ہیں کہ وہ جو تم نوہماری خاطر بکریوں کو پانی پلا یا تم کو اس کی مزدوری میں توجہ موسیٰ ان (تعب) کے پاس پہنچا اور ان سے سوال بیان کیا تو کہا اندیشہ نہ کرو تم خالون سے کہ انھیں ان عورتوں میں سے ایک نے کہا کہ آج ان کو نوکر رکھ لیجئے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کو اس مہر پر دے دوں کہ تم انھیں ملو گی نوکر ہی کرو اور اگر دس برس پور ہی کرو

عَشْرًا قَمِصًا عِندَ لَكَ
فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَىٰ الْأَجَلَ
وَسَارَ بِأَهْلِهِ النَّسْلَ مِنْ
جَانِبِ الطُّورِ بَارًا مَعَهُ

تو تہارا احسان ہو۔ پھر جب موسیٰ نے
مدت پوری کر دی اور اپنی بی بی کو
لے کر روانہ ہوئے تو کوہ طور کے
بانج سے ان کو آگ دکھائی دی۔

یہ دونوں عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی ناکندہ الزکیان تھیں جن کو موسیٰ علیہ السلام
نے مردوں کی بھیڑ میں سب سے الگ دیکھا تھا۔ اور چونکہ چرواہی بہت اور بگڑے ہوئے
تنگ تھی اس لیے وہ سب کے بعد اپنی بکریوں کو پانی پلاتی تھیں۔ حضرت موسیٰ کو ان کی
بیجا رگی پر افسوس آیا چونکہ آدمی زبردست تھے چرواہوں کو ہٹا کر ان کی بکریوں کو پانی
پلا دیا۔ لڑکیوں نے جب حضرت شعیبؑ یعنی اپنے باپ سے سب حال کہا تو انہوں نے بلا بھیجا
اور انھیں میں سے ایک لڑکی آکر موسیٰ کو اپنے ساتھ لے گئی اور باپ سے کہا کہ ان کو
نوکر رکھ لیجئے۔ حضرت شعیبؑ نے ایک لڑکی کا نکاح اس حرم پر کر دیا کہ آنکھ برس تھان کی
بکریاں چرا لیں لیکن موسیٰ نے دس برس تک نوکری کی مدت پوری کی اور اس کے بعد اپنی
بی بی کو لے کر روانہ ہوئے اور اُس وقت وہ حاملہ تھیں بیسا کہ سورہ طہ سے معلوم ہوتا
ہو۔ قرآن مجید کے سیاق کلام اور نیز تواریخ سے جہاں تک پتہ چلتا ہی یہی مستحق ہوتا ہے
کہ میان بی بی و دونوں نے پیدل ہی سفر کیا۔ اور یہ سب واقعہ پر وہ مرد و عورت ہندوستانی ہیں۔
فَانْظُرْ إِلَيْهَا الْمَتَوَّعَشُونَ عَلَىٰ مَا قَالَ الْفَرَسُ وَهَبُ الْحُسَيْنِ ۱۲

اور جب وہاں فرشتے ابراہیمؑ کے پاس خوش خبری
لے کر آئے تو انھوں نے سلام کیا۔ ابراہیمؑ فرمایا
کہ جواب دیا پھر ابراہیمؑ نے بلا تو توفیق بھیجے گا بھنا ہوا
گوشت ان کے سامنے لا کر موجود کیا پھر جب کچھ کہ
اُن کے ہاتھ دکھائی کی طرف اٹھتے ہی زمین تو اُن
بدگمان ہو کر اور جی میں ان سوڑی ہوئے
خوف نہ کیجئے ہم تو قوم لوط کی طرح بھیجے گئے ہیں اور
ابراہیمؑ کی بی بی کھڑی ہوئی تھیں وہ حسینؑ کو ہم

وَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ
بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا قَالِ
سَلَامًا قَالُوا كَيْتَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ جَنِيْدٍ
فَلَمَّا ذُكِّرُوا بِهِمْ لَا تَصْبِرُ
إِلَّا كَمَا تَكُنُ لَكُمْ هُمْ وَأَوْجِسُ
مِنْهُمْ خِفَةً قَالُوا لَا تَحْزَنْ
إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ لَّوْطٍ
وَأَمْرُهُمْ قَائِمَةٌ فَضَحِكَا

فَبَشِّرْهُ بِمَا هِيَ آيَاتُ الْحَقِّ وَبِشِّرْهُ
وَرَأَى اسحاق يعقوب مع

حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتے آدمی کی شکل میں آئے تھے۔ اور جب تک انھوں نے خود نہیں
بتایا حضرت ابراہیمؑ اور ان کی بی بی حضرت سارہ دونوں آدمی سمجھ کر همان نوازی میں مشغول
ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

انه ساءه في صورة الملائكة
انك انت واثنتا عشرة خدام

الاضیاف و ابراہیم جاس معہم و
معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی ہر دستور تھا کہ همان کے ساتھ عورت مرد سب ساتھ بیٹھے کر
کھانا کھاتے تھے۔ مگر اس آیت سے یہ بات صراحتہ ثابت نہیں ہوتی ان اتنا معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت سارہ ان کے سامنے کھڑی تھیں یا بقول امام رازی ان کی خدمت میں ابراہیمؑ
کے سامنے مصروف تھیں۔ تو خیر یہی کیا کم ہے

(۴) قالت يا ايها الملايكة اني
التي الي كتاب كريم انه

من سليمان الایہ۔
جب ہند کی زبانی حضرت سلیمان کو بلقیس کا حال معلوم ہوا تو اس کو آپ نے بلایا اور
فی الآخر وہ آئی۔ اس کے آنے سے پہلے حضرت سلیمان نے اس کا تخت منگوا لیا تھا۔

فيل اهكذا امر شك قالت
كانه هيا قيل لحداد منلى

الصرح قلما سرائه حسبته
لجته وكشفت عن ساقيهاتال

انه صرح محمد من فوق ارض
قالت سرب اني ظلمت نفسي
واسلمت مع سليمان

نفس ظلم کیا اور اسلام لائی سلیمانؑ
عہ سورہ ہودہ ۶۴ تفسیر کبیر مطبوعہ مستنجدول صفحہ ۱۰۰۔

دلہ سب العالمین سے کہ ساتھ اللہ کے واسطے جو تمام عام کا پروردگار و
 امام رازی فرماتے ہیں کہ لوگوں کے کلام سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔
 والّا ظہر فی کلام الناس کہ حضرت سلیمان نے بلقیس سے نکاح
 انہ تنجہا ۴ کر لیا اور پھر ایک روایت بھی حضرت
 عباس سے اسی مضمون کی روایت کی گئی ہے۔
 بلقیس شہر سبا کی ملکہ تھیں حضرت سلیمان کے بلانے سے شہر سبا سے ان کے پاس آئیں۔
 ان کے محل میں جنم ہوا۔ دربار میں اپنے سرداروں سے برابر باتیں کرتی تھیں۔
 (کما تلمذ فی الاول) اور آخر حضرت سلیمان پر ایمان لائیں اور سلیمان کی بی بی ہوئیں۔
 غرض کہ قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ دنیا میں بھی آفرینش عالم سے لے کر
 آج تک اسلام میں ایسا پردہ نہیں تھا جس کے اثبات پر خیاب و تہمتی نہا حسب ماحق
 کوشیاں کر رہے ہیں۔ ۱۲

السنة

قرآن شریف میں یہ ثابت کر دینے کے بعد کہ ہند کا پردہ مردہ زائد علی الشرع ہو اور شرعی پردہ صرف اس قدر ہو کہ عورت سوا سے چہرہ دونوں ہاتھوں اور دونوں قدموں کے تمام بدن چھپا کر باہر کام کاج کے لیے نکل سکتی ہو جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قادیانوی عزیزیہ میں فرماتے ہیں ”پردہ شرعی ہمیں است کہ زن از سر تا پا چادر کشیدہ باشد“ حدیث سے استدلال کی ضرورت نہیں ہو۔ اول وجہ تو پہلے ہی چوتھے مقدمہ میں بیان کر لائے ہیں دوسری یہ کہ قرآن سے جب کوئی امر ثابت ہو گیا تو اس کے خلاف حدیث قابل سند نہیں تاہم ہم وحشی صاحب کے اطمینان کے لیے بتانا چاہتے ہیں کہ کسی حدیث سے آپ کا مطلب ثابت نہیں ہوتا بلکہ احادیث اکثر آپ کے مخالف کو مفید ہیں۔

(۱) پہلی حدیث میں آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ حدیث کا موقع و محل کیا ہو اس لیے بنا بر مقدمہ چارم قابل استدلال نہیں ہو۔ بقول آپ کے ”اس سے مطلق دخول کی مانعت ثابت ہوتی ہو“ تو ہر مرد کو اپنی ان بہن جو رو۔ تمام محرمات سے پردہ کرنا چاہیے۔

فاین الحجاب المطلوبہ ثابتہ ان اگر یہ آپ کا مطلب ہو کہ اجنبی مرد اجنبی عورت کے گھر میں بلا اذن نہ چلا جائے اور اس سے مخالفت نہ کرے (جیسا کہ ظاہر حدیث سے مفہوم ہو) تو چشم ماروشن۔ دل مانشاد۔ ہم بھی بلا وجہ اجنبی مرد و اجنبی عورت کو مخالفت و مجاہست سے منع کرتے ہیں۔ اس حاصل آپ ہی کا دعویٰ صحیح کہ اس حدیث میں مرد کو عورتوں کے پاس جانے کی مانعت ہو لیکن عورت کو تو باہر نکلنے سے مانعت نہیں نکلتی۔ برادر شوہر سے پردہ واجب ہو اس لیے کہ وہ نامحرم ہو۔ لیکن وہی پردہ جو دوسرے نامحرموں سے ہو یعنی وجہ و کفین کھولے ہوئے وہ اس کے پاس سے گزر سکتی ہو تعجب ہو کہ برادر شوہر سے سختی پردہ کا جو حکم صریح ہو اس سے تو اتنی لاپرواہی کہ بند و ستارہ میں وہ مثل مجاہم ہو اور جو پردہ شرعی ہمیں اس کے شرعی ثابتہ کرتے پر سر توڑ کو کششیں ہو رہی ہیں ہم کو معلوم نہیں کہ اس حدیث کا موقع کیا ہو لیکن الفاظ حدیث ”الاکو والدخول علی النساء“ خود اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عورتیں جب گھر کے اندر ہوں تو ان پردہ حسن مت ہو۔ اس لیے کہ نہ معلوم عورتیں کس حال میں ہوں کس حال میں نہ ہوں اور جس حال میں کہ مرد کو مرد کے گھر سے مین بلا اذن جانا ممنوع ہو عورت کے مکان میں بطریقہ اولیٰ

ممنوع ہونا چاہیے پھر اس سے پردہ مروجہ کہاں ثابت ہوا۔

آپ ناحق مولوی محب حسین صاحب پر مزاحاً طعنہ زنی کرتے ہیں۔ عورت کی آواز ہرگز
 زینت نہیں ہو۔ آیت ”وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ“ سے اگر آپ یہ مطلب نکالتے ہیں تو سہ
 آفرین بردوان وحشی باد۔ مخفی نہ رہے کہ اس آیت میں عورتوں کو زمین پر پاؤں پٹک کر
 چلنے کی ممانعت ہو۔ اس کے کئی وجوہ ہیں اولہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ بیان کر دی
 ہی لعلہ ما یخفین من نرینتھن (کہ لوگوں کو ان کے اندرونی زیور کی خوب نہ)
 پاؤں زمین پر پٹک کر چلنے میں ضرور ہو کہ زیور کی جھٹکھن آواز ہو اور یہ طبیعت کو
 برنگیزت کرنے والی ہو لہذا ممنوع ہو اس سے پہلے والی آیت میں خداوند کریم نے زینت
 چھپانے کا حکم فرمایا ہو اور چونکہ پاؤں پٹک کر چلنے سے زینت ظاہر ہو جاتی ہو اس لیے
 اس کو بھی منع کر دیا لان سبب سبب دوسرے یہ کہ پاؤں پٹک کر چلنا خلاف
 تہذیب اور بالکل بیہودہ امر ہو اور اس کی تفسیر دوسری آیت ہو جان اللہ تعالیٰ فرماتا ہو
 واقصد فی مشیئک یعنی چال میں نرمی اختیار کرو۔ باقی رہا بلند آواز کی کا ممنوع ہونا سو یہ
 مردوں کے لیے بھی تازیبا ہو خیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہو واغضض من صوتک ان
 انکر الاصدات لصوت المحمدا ورات آبشگی سے کہ نہ کہ بُری سے بُری آواز
 گہرے کی ہو۔ پھر اگر بلندی آواز کا ممنوع ہونا عورتوں کے لیے سبب اس پردہ کا ہے تو
 چشمہ صاحب خود آپ کو بھی اور تمام مردوں کو چار دیواری کے اندر پردہ نشین بنکر
 بیٹھنا چاہیے۔ واذا لیس فلیس

(دوسری حدیث) المصاعة عنہ فاذا
 خضبت استشر فہد الشیطان شیطان اچھا کر دکھاتا ہے
 اس حدیث سے ہرگز عورتوں کے باہر نکلنے کی ممانعت نہیں نکلتی ”اذا خضبت“
 کے معنی ہیں جب عورت نکلی۔ آپ نے خضبت کے معنی باہر نکلنے کے لیے ہیں۔ حالانکہ
 خضبت کے معنی صرف نکلنے کے ہیں۔ اب بحث طلب یہ امر ہو کہ عورت کہاں سے نکلتی ہو
 جو اس کو شیطان اچھا کر دکھاتا ہو اس لیے کہ حدیث میں محل خروج منہ نہیں بیان کیا گیا
 اہم حدیث کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ عورت جب اللہ کی راہ سے خروج کرے تو شیطان اس کو
 اچھا کر دکھاتا ہو تو گویا اصل میں یہ حدیث یوں ہوئی المصاعة عنہ فاذا خضبت

عن سبیل اللہ استشر فہما الشیطان۔

وحشی صاحب نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس قول پر ازین جاسے کہ زن را عورت
سیکونید، عجیب استدلال کیا ہو کہ خود عورت کا کام اس کے سر ہونے پر دلالت کرتا ہو اس لیے
کہ اسم کا اثر مسمی پر پڑتا ہو۔ وحشی صاحب ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ مولوی محبت حسین
صاحب نے گدھے والی مثال غلط دی تھی کہ اسم کا اثر مسمی پر نہیں پڑتا کیونکہ وہاں بوجھ
لا دینے کے لیے کوئی علاقہ کی نوکری نہیں تھی لیکن آئیے ہم ایک ایسی مثال دیتے ہیں کہ آپ
بھی پھڑک جائیے۔

انسان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ ہمدردی کا مادہ ہو
انسان سے موانست رکھتا ہو اور یہ انسان مہذب کہلاتا ہو۔

دوسرے وہ جن کے اخلاق و اطوار بہائم کے ایسے ہوں۔ اور وہ وحشی اقوام ہیں۔
آپ نے اپنا تخلص وحشی رکھا ہو۔ علاقہ کی نوکری بھی موجود ہو۔ دو حال سے خالی
نہیں اگر آپ وحشی یعنی وحشت زدہ صاحب اخلاق بہیمہ ہیں تو علاوہ اس کے کہ مہذب
لوگوں میں آپ نفرت سے دیکھے جائیں گے خود آپ بھی اس لقب کو گوارا نہ کریں گے۔
اگر کوئی دشمن غصہ میں آپ کو وحشی کہہ دے تو غالباً اس پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالائش ہو
دیجے گا۔ اور کیا آپ کو آدمیوں سے انس نہیں جو وحشی ہو س جاتے ہیں اور اگر آپ
وحشی نہیں ہیں تو پھر آپ ہی کا کلیتہً ٹوٹا جاتا ہو کہ اسم کا اثر مسمی پر نہیں پڑتا پھر آپ ہی اب
انصاف فرمائیے۔ یہ تو الزامی جواب تھا اب تحقیقی جواب ملاحظہ ہو۔

عورت کے معنی بے شک ستر کے ہیں۔ لیکن عورت بمعنی زن اور دو مین مستعمل ہو
نہ عربی میں۔ حالانکہ عورت لفظ عربی ہو۔ ہاں اگر عورت عربی میں بھی بمعنی زن مستعمل ہوتا
تو کہہ سکتے تھے کہ اسم کا اثر مسمی پر پڑتا ہو معنی کسی کا نام امین ہو تو ضرور نہیں ہو کہ
وہ امانت دار بھی ہو۔ وجہ و کفین کا ستر نہ ہوتا ہم نے قرآن و حدیث و فقہاء و مفسرین
کے اقوال سے ثابت کر دیا۔ اس حدیث سے اس کا خلاف بھی ثابت نہیں ہوا کیونکہ
خروج سے مطلب خروج من سبیل اللہ ہو۔

(تیسری حدیث) رسول اللہ نے جو اس مخنث کو عورتوں کے پاس جانے سے منع کر دیا
اس سے آپ کا پردہ مروجہ پر استدلال کرنا محجوب ہو۔ جناب رسالت پناہ نے جو

اس مخنث کو عورتوں کے پاس جانے سے منع کر دیا اس کی وجہ تو یہ ہو کہ وہ فحش باتیں بکھاتا تھا اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ عورت و عورت مرد کے پاس بھی نہیں جاسکتے۔ آپ ہی کے قول کے موافق اگر عموماً مخنث لوگوں کا دخول علی النساء ممنوع ہوتا تو رسول اقدس ﷺ ہی منع کر دیتے۔ لیکن نہیں جب تک وہ بیچارہ آپ نے منع نہ کیا اور منع کیا تو کب جب بڑی باتیں اس سے سنیں۔ تو ممانعت کا سبب فحش باتوں کا بکھاتا تھا۔ اس کے ہم بھی قابل ہیں اور خود قرآن مجید میں بھی موجود ہے کہ جب تم کسی کو خلاف شرع باتیں کرتے دیکھو یا شریعت پر مضحکہ اڑاتے دیکھو تو ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ بقول وحشی صاحب پھر مرد و مرد کو مردوں سے پردہ کرنا چاہیے اہل یہ ہو کہ نیک لوگوں کو بد لوگوں سے صحبت کرنی ممنوع ہو اسی طرح نیک عورتوں کو آوارہ عورتوں سے احتراز واجب ہو جیسا کہ قرآن شریف کی آیت ”ان نسا شھن“ (سورہ نور کی تفسیر میں موجود ہے۔)

یہ دینا بھرا کا! ہوا مسئلہ ہو کہ عورت کو عورت سے پردہ نہیں ہو اور غالباً وحشی صاحب کو بھی اس سے انکار نہ ہوگا۔ مسلمانوں کی شریعت عورتیں رنڈیوں اور فاحشہ بازی عورتوں سے صحبت رکھنی حرام سمجھتی ہیں یہاں تک کہ یہ عورتیں زمانے مکان میں بھی نہیں جاسکتیں۔ اور اس کی یہی وجہ ہو کہ خراب صحبت و مجالس اچھے لوگوں کو بھی خراب کر دیتی ہو۔ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو سب سے زینت چھپانے کا حکم فرمایا ہے لیکن بعض لوگوں سے تناسل کرنے کی اجازت بھی دی مثلاً باب میا بھائی پھر انھیں لوگوں میں آگے چل کر فرماتا ہے۔ ای التابیین غیبی ای لا ارا بعہ من الماحال (ترجمہ یا خدایا میں وہ لوگ جو مرد تو ہیں مگر عورتوں سے کچھ غرض نہیں رکھتے یعنی ان لوگوں سے بھی زینت ظاہر کرنا جائز ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہو کہ مراد ان سے مخنث مقطوع الذکر اور عین لوگ ہیں۔ تو قرآن میں جب مخنث سے پردہ کا حکم نہیں ہے تو رسول اللہ نے کسی خاص ہی وجہ سے منع کیا اور وجہ یہ تھی کہ وہ فحش باتیں بکھاتا تھا جس کا سننا عورت کو تو کیا مرد کو بھی حرام ہو۔ پس اس سے بھی پردہ مرد و عورت کا اثبات نہ ہوا۔

۱۔ ہر جو تھی حدیث میں فقط اتنی عبارت حدیث پیش کر کے ﴿لَعَنَ اللہُ الْمُنَافِقِیْنَ﴾ (لغت کرے اللہ دیکھنے والے پر اور اس پر جس کو دیکھا گیا ہو) وحشی صاحب نے پردہ مرد و عورت پر استدلال کیا ہوا اذ لا تو یہ حدیث نہیں بلکہ حسن بصری

کہا قول ہو چہارے لیے دلیل قطعی نہیں ہوتا یا یہ بھی نہیں معلوم کہ کس چیز کا دیکھنا محل لعنت
ہی۔ وحشی صاحب کا یہ شرم ناک مغالطہ ہو کہ بلا وجہ عورت کا دیکھنا مراد یا ہوا اس قول
میں تو اشارۃً کنایہ بھی عورت مراد نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً چونکہ اس قول میں مطلقاً دیکھنے والی اور دیکھی گئی شے پر بلا وجہ لعنت کی گئی
لہذا یہ قول مرد و دثم مردود۔

رابعاً وجہ اس کے مردود ہونے کی یہ ہو کہ دیکھنے والا تو اس لیے قابل لعنت ہو گا کہ
اُس نے ایسی چیز کیون دیکھی جو لایق دیکھنے کے نہ تھی مگر جس کی طرف دیکھا وہ محض بے قصور
ہو اس پر لعنت پڑنے کی وجہ کیا۔

(۵) پانچویں حدیث میں حضرت وحشی نے امام نووی کا قول نقل کیا ہے چونکہ وہ قابل جواب
نہیں ہو ہم اسکو نظر انداز کرتے ہیں۔

(۶) اس حدیث سے جیسا استدلال وحشی صاحب نے کیا ہے بلا شک قابل شائبہ ہی۔
تو کچھ جناب عالی بنگلون میں انگریز یا منی تہذیب والے جو اپنے کمرون میں پردہ لٹکا دیا
کرتے ہیں وہ بھی آپ کے زعم میں پردہ نشین عورتیں ہیں۔ سلاطین کے وہاں بھی پردہ
کا دستور ہو کہ دروازہ پر لٹکا لیتے ہیں۔ یہ سب بادشاہ بھی شاید پردہ نشین عورتیں تھے
اور ہیں۔

بات یہ ہو کہ حضرت عائشہ اس وقت چھ سات برس کی لڑکی تھیں اور جیسا کہ
لڑکیوں کا دستور ہو کہ گرٹیا کھیلنے کے وقت پردہ ڈال لیتی ہیں جس میں کہ بڑی بوڑھیان
نہ دیکھیں حضرت عائشہ نے بھی باقتضائے طفولیت کیا۔ ورنہ گھر میں تو رسول اللہ
تھے کیا رسول اللہ سے انھوں نے پردہ کیا۔

(۷) جب یہ نہیں معلوم کہ نکٹنے کے وقت عورت کی کیا حالت تھی۔ تو کیونکر یقین ہو سکتا
ہو کہ وہ عورت نکلی نہیں تھی بلکہ اغلب ہو کہ وہ نکلی ہو۔ ممکن ہو کہ وہ برہنہ نہاتی ہو۔ یا ایسی
حالت میں بیٹھی ہو کہ سر کے بال نکلے ہوں۔ کوئی ستر ظاہر ہو اور سانس سے ڈر کر باہر
نکل پڑے۔ اور ظاہر ہو کہ اس حال میں جب اُس کے شوہر نے اُس کو مجمع رجال میں
دیکھا تو غیرت کی بات ہی تھی۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عورت کا دیکھنا مباح مطلق تھا۔ اس لیے کہ کیا کوئی نفس

مطمئنہ حاصل ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ کا قیاس عام مردوں پر کرنا ہمارے وحشی صاحب ہی کا کام تھا۔ معلوم نہیں رسول اللہ کی غیرت کس معنی کر کے تھی اور کیوں تھی۔

(۹) نہرت عائشہ نے جو بلا اذن رسول اُسکو آنے کی اجازت نہیں دی اس کی وجہ یہ آیت قرآنی لا تدخلوا بیعات النبی حتی یخبرکم لعلکم توفقوا کہ رسول کے گھر میں بلا ان کے اذن کے نہ جاؤ۔ اس لیے عائشہ نے اجازت نہ دی کہ اجازت دینے کا حق رسول اللہ کو تھا نہ جناب صدر لیکھو۔

(۱۰) رسول اللہ صلعم۔ زینب اور زید کے درمیان میں جو اس وقت پردہ نکال لیا گیا وہ اس وجہ سے نہ تھا کہ عورتوں کو پردہ کے اندر رہنا چاہیے بلکہ خاص وجہ ہے۔ جب کہ رسول اللہ کا نکاح حضرت زینب کے ساتھ ہو گیا تو رسول اللہ ان کو گھر میں لانے۔ خلوت کے وقت جب مرد و عورت اکٹھا ہوں تو ثالث شخص کا جانا خلاف مصلحت ہو پھر اُس وقت اگر پردہ نکال لیا گیا تو وحشی صاحب کیوں اس پر ناگزیر رہے ہیں کیا ان کا مطلب یہ ہو کہ مرد و عورت کے خلوت میں بھی تیسرا شخص خلل انداز ہو۔ فالعجب شمر العجب علی ما استدلل علیہ۔

(۱۱) اس حدیث کا جواب تو خود وحشی صاحب نے آخر میں دیدیا کہ فرمایا رسول اللہ نے حوائج کے لیے تم کو نکھنے کی اجازت ہو و مسیاتی آیت حجاب کے بعد ازواج مطہرات کا نکھنا بھی بند نہیں ہوا اور اسکو ہم آگے چلکر ثابت کریں گے۔

(۱۲) قولہ رُئے علی تو ایک نظر کو دوسری نظر کی تابع نہ کر کیونکہ تیری لیے پہلی نظر ہی دوسری نہیں، ہم اس کی تردید پہلے بھی کر چکے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ یہ قول نبوی آپ کو مضر ہو۔ مرد کی پہلی نظر غیر عورت پر اُسی وقت پڑے گی جب کہ عورت باہر نکھے یا مرد عورت کے گھر جائے اور یہ دونوں امور پردہ مرد و عورت کے خلاف ہیں۔ اگر پردہ چار دیواری مراد لین تو مرد کی نظر عورت پر عمر بھر نہیں پڑ سکتی پھر پہلی نظر کا معاف ہونا چہ معنی دارد۔

(۱۳) حدیث کا مطلب تو صاف ہے کہ عورتیں ایسی حالت میں جاتی تھیں کہ خود اپنے میں ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکتی تھیں یعنی رات کا وقت یا اندھیرا ہوتا تھا پھر آپ کو کیا فائدہ۔

(۱۴) عورتوں کو چاندہ کے پیچھے چلنے سے ممنوع ہونا دو وجوہات ہیں ایک تو یہ کہ عورتوں کا

کام نہیں تو جانا بیکار ٹھہرا دوسرے یہ کہ عورتیں رقیق القلب زیادہ ہوتی ہیں ممکن ہو کہ نالہ و شہیون بریا کریں اس لیے مانعت عن اتباع الجنائز اولیٰ رکھا۔

(۱۵) یہ روایت صحیح نہیں اس لیے کہ خود حضرت عائشہ کا شام تک بغرض جنگ جانا مذکور و مسلم ہے۔ کثیر بن عبد اللہ عنہ مادر مومنان کی تقلید کر کے کتا ہو کہ حسن طرح جناب صلیتہ برینے سے شام تک گئیں عام عورتوں کو بھی نکلتا مستحب ہے۔

(۱۶) اس حدیث کا جواب مفصلاً آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ نے غرض مذکورہ بالا احادیث میں کسی سے بھی پردہ مروجہ ثابت نہوا۔ اب ہم چند احادیث پیش کرتے ہیں جیسے بدایت پردہ مروجہ کا ابطال ثابت ہو جائیگا۔

(۱) صحیح بخاری میں باب طواف النساء مع الرجال میں مراحۃ مذکور ہے۔

قال ابن جریہم اذا منع ابن ہشام النساء الطواف مع الرجال
عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے تو کہا ابن ہشام نے
قال کیف تمنعن فقد طاف
نساء النبی مع الرجال قلت
بعد الحج اب ان قبل قال ای لعمری
لقد ادرکتہ بعد الحجی

اس صحیح حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ آیت حجاب کے بعد بھی ازواج مطہرات گھر سے باہر نکلتی تھیں یہاں تک کہ خرچ کو جا کر مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں۔ وحشی صاحب جو بار بار اس امر کا رد کرے ہیں کہ آیت "و قرن فی بیتک" کے نازل ہونے کے بعد ازواج نبی نے گھروں سے نکلتا چھوڑ دیا لکل غلط اور افتراء ہے۔ ہندوستان کا پردہ مروجہ اس شرعی ثابت ہو تو جو عورتوں پر سے راتنا ہوتا ہے۔

(۲) باب غزوة النساء قتالهن مع الرجال فی البغیاء منہ

عن انس قال لما کان یوم احد
اقنم الناس عن النبی صلعم وقد
کانت عائشہ بنت ابی بکر

اس سے روایت ہو کہ جب احد کا دن ہوا کفار نے رسول اللہ سے ہزیمت پائی اور دیکھا میں نے عائشہ صدیقہ اور امیر کو

عہ صحیح بخاری مطبوعہ مدینہ منورہ فی ۱۲۹۲ھ - عہ بخاری مطبوعہ مدینہ منورہ فی ۱۲۹۲ھ

۱۰ ام سلیم انھما المشمرتان در حالیکہ وہ دونوں ازار کے نیچے حصہ کو
 اسری خدمت میں قہما۔ اٹھائے تھے تھیں۔ دیکھتا تھا میں انکی پندلیوں کو
 اس حدیث سے تین امر ثابت ہیں ایک یہ کہ عائشہ صدیقہ اور ام سلیم معرکہ جنگ اور مجمع
 رجال میں تھیں۔ دوسرے یہ کہ غالباً ان کے چہرے کھلے تھے ورنہ راوی عائشہ صدیقہ
 اور ام سلیم کو نہ پہچانتا۔ تیسرے یہ کہ دونوں قدم ستر نہیں ہیں اس لیے کہ اگر قدم اور
 پندلی ستر ہوتی تو یہ دونوں بیابان نہ خود ستر کھولتیں اور نہ خود راوی اس طرف نظر کرتا اور
 یہ تینوں امور پر وہ مروجہ کے باطل کرنے والے ہیں۔

باب عن من مضى المصعة نفسها على الدجل الصالح۔

قال انس جاء امرء الى رسول الله تعذض عليه
 انفسها قالت يا رسول الله انفسني کہا کہ ایک عورت رسول اللہ کے
 پاس آئی در حالیکہ اپنے کو رسول اللہ سے
 عرض کرتی تھی پھر کہا عورت نے کیا رسول اللہ
 کیا آپ کو میرے ساتھ حاجت ہو۔
 عرب میں ڈولی کا رواج نہیں تھا اور نہ ہو۔ یہ عورت انس کے سامنے رسول اللہ کی
 خدمت میں آئی۔ اس سے بھی ثابت ہو کہ عورت مرد کے پاس اپنے گھر سے بغیر ورت
 جاسکتی ہے۔

جاءت امرء الى رسول الله فقالت يا رسول الله قد تعذضت
 انفسی قال رجل من جنیہا مرد نے کہا کہ یا رسول اللہ میری ساتھ میرا ہوا کچھ فرمایا
 یا رسول الله قال قد نزعنا وجناکھا رسول اللہ نے کہ میں نوا سکتی ہی زوجیت میں لیا
 اس باب میں متواتر حدیثیں آئی ہیں کہ جب کسی عورت سے نکاح کرنا چاہا ہو تو اس کا منہ
 دیکھ لیا کرو تا ازویا و محبت ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ یہ عورتیں کھلے منہ آئی تھیں
 ورنہ بے چہرہ دیکھے وہ مرد اس سے نکاح کرنے کی خواہش نہ کرتا۔

باب انھا تم للنساء عن ابن عباس شهدت
 فرمایا ابن عباس نے کہ حاضر ہوا میں عید کے
 دن رسول اللہ کے ساتھ قبل خطبہ کے

الحید مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل الخطبة
فاتی الساء فجعلن یسلفین الخلق
فی ثوب بلال - عہ

پھر آئے رسول اللہ عورتوں کے پاس پر
ڈالنے لگیں عورتیں انگوٹھیں ان کو دسرت
بلال کے کپڑے میں -

اس حدیث سے تین امور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱۶) عورتوں کو عید گاہ جانا متحب ہو اور سیا تر لباس پہنکر جا سکتی ہیں۔

(۴) عورتیں اجنبی مردوں پر نظر ڈال سکتی ہیں کیونکہ بغیر بچانے بلال کے کپڑے میں انگوٹھی ڈالنا محال تھا

(۳) اجنبی مرد عورتوں کے مجمع میں جا سکتا ہے کیونکہ ابن عباس رسول کے ساتھ تھے۔

(۶) پیامِ عظمیٰ امام النبیاء کھڑے ہوئے رسول اللہ عید الفطر کے دن

قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر پھر نماز پڑھی پھر نماز جماعت شروع کی پس خطبہ

فصل فی بدء بالصلوة ثم خطب فلما

فرع تدلی وانی النساء قد کرهن

ساختن او را به سلفه فيه الساء

الصدقة ع صدقہ ڈالتی جاتی تھیں۔

اس حدیث سے بھی عورتوں کا عید گاہ جانا۔ مردوں کے مجمع سے ہو کر گزرنام کیونکہ عیدین

بے جمع رجال سے گزرے چارہ نہیں آجیسی مردوں پر نظر ڈالنا سب پردہ مروجہ کے

[illegible]

(٤) بطلب الاستيدان المرأة زوجها بالحرج الى المسجد

احمد علی کے قتل کی خبر پہنچنے پر

(۱) بسا املو الذیاء مختلف الرجال

عن انس قال صلى النبي صلى الله عليه وسلم انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ام سلمہ

فی بیتام سالیہ فحمت و یتیمہ کے گھر میں نماز پڑھ رہی ہیں کھڑا دوا میں دوا میں ان کے

خلفہ و ام سلمہ خلفنا

(۹) باب خروج النساء الى المصلى يوم العید

عن ام عطية قالت سمعنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یخرج فی العیدین۔

(۱۰) عن عبد الرحمن بن عاص قال

سمعت ابن عباس قال خرجت مع

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم فطر فصل

العید ثم خطب ثم اتی النساء فی عظمهن

وامرهن بالصدقة۔

ان چاروں حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ قرون اولی میں عورتیں برابر مساجد میں بیچ و قیہ نماز پڑھنے

اور عیدین میں عید گاہ تک جاتی تھیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ رسول اللہ نے عید گاہ جانے کا

حکم بھی فرمایا جس سے عورتوں پر نماز عید واجب ہوئی۔

پس جب کہ صراحۃً محمد رسالت اب میں عورتوں کا عید گاہ جانا اور اجازت پانی ثابت

ہو تو مخالف فقہاء کی رائے ہرگز مسلم نہیں بلکہ غلط ہو۔

(۱۱) عن حفصة بنت سیرین قالت کنا

فمنع جوارینا ان ینخرجن یوم العید

فجاءت امرأة فانزلت قصیر بنی حلف

فایتها فحدثت ان زوجہا غری

مع النبی ثنتی عشرة غزوة فکانت

اختہا معه فی ست غزوات قالت

فکنا نقوم علی المریضی ونلاوی

الاکلی فقال یارسول اللہ

اعط احدنا باس ادا لہ

یکمل لہما جلاب

پچھے اور ام سلمہ ہمارے پیچھے تھیں۔

عید میں عورتوں کا عید گاہ جانا۔ بخاری میں

ام عطیہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہ

رسول اللہ نے ہم کو عیدین میں نماز کیا چاہی کہ ہم فرمایا۔

عبد الرحمن بن عاص سے روایت ہے کہ انھوں نے کہ

میں نے ابن عباس کو کہتے سنا کہ رسول اللہ

نے کے ساتھ عید فطر کے روز پھر عید کی نماز پڑھی

پھر خطبہ پڑھا پھر عورتوں کے پاس گئے تب

ان میں وعظ کی اور صدقہ کا حکم فرمایا

ان چاروں حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ عیدین میں برابر مساجد میں بیچ و قیہ نماز پڑھنے

اور عیدین میں عید گاہ جانے کا حکم بھی فرمایا جس سے عورتوں پر نماز عید واجب ہوئی۔

پس جب کہ صراحۃً محمد رسالت اب میں عورتوں کا عید گاہ جانا اور اجازت پانی ثابت

ہو تو مخالف فقہاء کی رائے ہرگز مسلم نہیں بلکہ غلط ہو۔

حفصہ بنت سیرین سے روایت ہے کہ انھوں نے

کہ ہم اپنی چھوٹی عورتوں کو عیدین کے دن سے منع

کرتے تھے پس آئی ایک عورت پس اتری بنی حلف

کے قصہ میں پھر گئی میں نے اس کے پاس اس حدیث بیان کی

اس کو کہ اس کی بہن کا شوہر رسول اللہ کے ساتھ بارہ

لڑائیوں لڑا تھا اور اس کی بہن کا شوہر تھی چھ لڑائیوں میں

کہا میری بہن نے پس ہم مریشمون کے

پاس کھڑے رہتے اور ان کی تیمارداری

کرتے تھے۔ پھر کہا اس نے یارسول اللہ کیا

ہم پر کچھ حرج ہو اگر چار منہوں کی وجہ سے

الاخرج فقال لتأيسها صاحبتهما من
جلبا بها فليشهدن الخیر ودعوة
المؤمنین - ع

ہم نہ نکلیں نہ ریا استعار لیلے اپنے ساتھی
سے اس کی چادر سو پھر چاہی کہ حاضر ہو بجلائی
اور مسلمانوں کی دعوت میں -

اس حدیث سے ہمارا مطلب اور واضح ہو گیا کہ نماز عید تو ان پر بھی واجب ہے یہاں تک کہ
کہ اگر عورت کے پاس چادر نہ ہو تو مستعار لے کر حاضر عید گاہ ہو۔

(۱۲) جب اصابوا النساء مع الرجال فی
الکوف عن اسماء بنت ابی بکر قالت لیت
عائشة حین خسفت الشمس فاذا
الناس قیام یصلون فاذا هی قائمة فصلی عنہ

عورتوں کی نماز عید کے ساتھ سوچ گھن میں اس بات
ابی بکر کی روایت کہ کھانا انھوں نے کھا کر آئی تھیں عائشہ
کے پاس جب وقت سوچ گھن میں ہو رہا تھا اس گاہ کو
کھڑے نماز پڑھنے پر اس نے گاہ عائشہ کھڑی ہو کر نماز پڑھ لی
کہا ابن عمر نے کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے
سنا ہے کہ تمہاری عورتیں مسجد میں جانے کی
اجازت پتا ہیں تو ان کو اجازت دیدو۔

اسی بنا پر حضرت عبداللہ ابن عمر اور ان کی بیٹے سے مباحثہ بھی ہوا۔ ابن عمر کی بیٹھ اپنی بی بی
کو مسجد میں جانے سے روکتے تھے اور حضرت ابن عمر فرماتے تھے کہ رسول اللہ نے اجازت
دی ہے تم کیوں روکتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ اگر اس زمانہ کے لوگوں
اور ان کے اطوار کو دیکھتے تو ضرور منع کرتے۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر کو غصہ آیا بیٹے کے
سینہ پر ایک دست مار کر کہا یا بھئی انی اقول قال رسول اللہ وانت تقول الخ یعنی اے
میری بیٹھ میں تو تجھ سے رسول کا قول کہتا ہوں اور تو اس پر رے زنی کرتا ہو۔

قال النعمانی اختلف السلف فی
خروجہن للعیدین فرأی جماعۃ ذلک
حقا علیہن منہم ابوبکر وعمر
وابن عمر وغیرہم ومنہم من منعہن
منہم عروۃ والقاسم ومالک
وابی یوسف

کہا امام نووی نے کہ اختلاف کیا سلف نے
عورتوں کے عید گاہ جانے پر پس ایک جماعت تو حور و
پر عید گاہ جانا واجب سمجھتی ہیں ان لوگوں میں سہ
ابوبکر صدیق علی بن ابیطالب اور ابن عمر وغیرہ
ہیں۔ اور بعض لوگوں نے منع کیا ہے ان میں
سے عروہ اور قاسم مالک اور ابویوسف ہیں

واجازہ ابو حنیفہ۔ عہ
اور اجازت دی امام اعظم ابو حنیفہ نے۔
اول توحید رسول اللہ صراحۃ عورتوں کو عید گاہ جانے کی اجازت دی تو کسی مجتہد و فقیہ کو
اسے نہی کا حق نہیں رہا اور نہ رسول کے مقابل میں حکو ضرور ہے کہ صریح حکم ہوئے ان کی
تبعیت کریں۔ خصوصاً جب کہ صدیق اکبر علی حیدر کرار اور ابن عمر سے صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم اسی طرف ہیں اس پر طرہ یہ کہ امام الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اسی کی تائید
کرتے ہیں۔

(۱۴) عن انس عن ام سلیم اتخذت
یوم حنین خجراً فان معها وراھا
ابو الملحۃ فقال یا رسول اللہ ہذا
ام سلیم معها خجراً فقال لھا رسول اللہ
ما هذا الخجر قالت اتخذتہ ان دنا
احد من المشرکین بقرت بہ
بطنہ فجعل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یضحک عہ

انس ام سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلیم نے
ہنگ حنین کے دن ہاتھ میں خجریا پس ابوطحیمہ بن
ساتھ تھے ان کو دیکھ لیا پس کہا کہ یا رسول اللہ
یہ ام سلیم ہیں اور ان کے پاس خجریا پس آئی ہے
ان سے فرمایا کہ یہ کیا خجریا۔ ام سلیم نے کہا
میں نے اس کو اس لیے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک
مجھے ملتا تو اس کا پیٹ اس سے بھاڑوں گی
پس رسول اللہ ہنسنے لگے

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ عوریں ہوتی تھیں اور برابر اجنبی مردوں
سے بارت جیت کرتی تھیں حتیٰ کہ کفار و مشرکین سے قتال بھی کرتی تھیں۔

(۱۵) عن انس قال کان رسول اللہ
یعنی ابام سلیم و نسوا من
الانصار۔ عہ

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ام سلیم
اور ایک انصاری عورت کے ساتھ
جاہا ذکر کرتے تھے۔

(۱۶) باب اباحتہ خروج النساء لقضاء حاجتھن۔
اس باب میں ترمذی میں ایک طویل حدیث ہے۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ ایک بار رات کو
سو وہ باہر نکلیں اور حضرت عمر کو دیکھ کر چھپنے لگیں۔ حضرت سودہ چونکہ قادی ملوئل تھیں
حضرت عمر نے ان کو پہچان لیا۔ اور کہا کہ اے سودہ میں نے تم کو پہچان لیا۔ کیوں !
کیا آیت حجاب کے بعد بھی تم نکلتی ہو۔ حضرت سودہ جلدی جلدی رسول اللہ کے پاس
گئی صحیح مسلم مطبعہ انصاری صفحہ ۲۹۔ صحیح مسلم مطبعہ انصاری صفحہ ۱۱۶۔ ترمذی مطبعہ بیروت صفحہ ۲۴

آئین - در حالیکہ رسول اللہ انھین کے حجرے میں تھے - حدیث کے باقی الفاظ یہ ہیں -

قالت یا رسول اللہ انی خرجت فقال لی
عمر کذا وکذا قالت فادعی اللہ
الیہ ثم رافع عنہ وان العرق فی یدہ
فقال نہ فقد اذن لکم ان تخرجن
لما جئتن - عہ

اس حدیث کو پڑھ کر تو وحشی صاحب بہت چکرائیں گے - معلوم نہیں وحشت ان کو کہاں سے کہاں پہونچا دے گی -

• رسول اللہ کا یہ حکم کہ دو بکوبنہ ورت باہر نکلنے کی اجازت ہے خود اللہ جل شانہ کا حکم تھا جو ذریعہ وحی آپ کو پہونچا اور ایسے علم پر بنامدین و فقہا تو کس شمار میں ہیں خود رسول کو اسے زنی کا حق نہیں ہو - اگر وحشی صاحب اپنا قیاس لڑاتے ہیں تو اس حدیث کو بھی پیش نظر رکھیں

اول من قاس شیطان -

اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بعد حجاب بھی ازواج مطہرات باہر نکلا کرتی تھیں باہر نکلنے کے لیے کچھ ہی ضرورت نہیں ہو کہ مسجد کو جائیں یا یا سنا نہ کو نکلیں - ہمارے وحشی صاحب تو باہر نکلنے کو انھین ضرورتوں پر منحصر رکھتے ہیں - مگر آخر بیچا سے کیا کریں - فکر ہر کس بقدر ہمت اوست - علماء سے استفادہ - عید گاہ کو جانا - مساجد میں وعظ سنا وغیرہ یہ سب ضروریات ہیں جہاں حور تون کو حاضر ہونا چاہیے - اس لیے کہ رسول اللہ نے تو کچھ قید نہیں لگائی کہ فلان حاجت ہی کے لیے باہر نکلتا چاہیے بلکہ آپ نے علی الاطلاق ہر حاجت کے لیے اجازت دی ہو -

(۱۶) عن ام عطیۃ ان رسول اللہ
کان یخرج الابرار والعواتق
والحیض فی العیدین فاما الحیض
فیعتزلن المصلۃ قالت احدہن
یا رسول اللہ ان لم یکن لہا
ام عطیہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ عیدین میں ناکتہ الرکیان - بالغ عورتیں اور حاملہ عورتیں سب کو باہر نکالتے تھے مگر حایض عورتیں مصلی سے کنارہ تھیں - ایک عورت نے کہا کہ رسول اللہ

جلیباب قال فلتقتلوا اختها من اگر کسی عورت کے پاس چادر نہوا اپنے
جلیباب دہا۔ ع فرمایا اپنی بہن سے چادر مستعار لے لے۔
تو جب دن کو غنیمت گاہ میں جوان اور تاکتھذا الرکیان جاتی ہیں تو رات کو بطریقہ اولیٰ جائیں گی
و حشی صاحب کا یہ کہنا بالکل مہمل تھا کہ بوڑھی عورتوں کو فقط رات میں اجازت تھی بلکہ بعض
اوقات ان کو بھی اجازت نہیں تھی اور آخر والے جملہ پر بڑا اتفاق فرماتے ہیں ان
هذا الشيء عجائب۔

(۱۸) عن سهيل بن سعد قال لقد رأيت الرجال عاقدي أزهرهم في اعناقهم مثل الصبيان عن ضيق الأزر فقال قائل يا معشر النساء لا ترفعن رؤسكن حتى يرفع الرجال۔ ع
سهيل بن سعد سے روایت ہے کہ انھوں نے البتہ دیکھا میں نے مردوں کو اپنی تھوڑی سی
اپنی گردنوں سے مثل لڑکوں کے بیسببنگی کے باندھے ہوئے تھے پس کہا کسی کنوڑی
نے کہ اے عورتو واجب تک مردانے سر کو سجدہ سے نہ اٹھائیں تم اپنے سر وں کو نہ اٹھاؤ۔

صحابہ اکثر چونکہ غریب تھے۔ کپڑے کم تھے اس لیے تمہیکچہ گردن سے پھیلتے تھے سجدہ میں جانے کے وقت پیچھے سے برہنہ نظر آتے تھے۔ اس لیے اس شخص نے عورتوں کو پہلے سر اٹھانے سے منع کیا تا مردوں کو وہ برہنہ نہ دیکھ سکیں۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے ساتھ عورتیں جماعت کی نماز ادا کرتی تھیں اور شرم ناک حالت میں بھی مسجد میں آنے سے ان کو روکا نہیں گیا۔

(۱۹) بخاری میں روایت ہو کہ ایک دن کفار جمع تھے۔ رسول اللہ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو انھوں نے اونٹ کی سرگین لاکر لگی پشت مبارک پر رکھ دی۔ حدیث کے باقی الفاظ یہ ہیں۔

فلما سجد رسول الله وضعه بين كتفيه وثبت النبي ساجدا فضعوا فانطلق متطلق الى فاطمة فاقبلت تسعي وثبت النبي پس جب رسول اللہ سجدہ میں گئے۔ سرگین کو آپ کے
دونوں موٹے ہون کے بیچ میں رکھ دیا اور رسول اللہ سجدہ میں پڑے رہے پس ہنس کر کفار ایک چلا نوالا
فاطمہ کے پاس گیا پھر فاطمہ نے سکر و ڈرتی ہوئی سرگین

سأجل حتى الفته عنه واقلت
 عليه وسلم - ع
 ظاہر ہو کہ جناب سیدہ مکان سے پیدل اور مردوں پر سے گزرتی ہوئی آئین جو وحشی صاحب
 کے مدعا کے خلاف ہو۔

(۲۰) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَرِّیْزِیْنِ عَلَیْکَ
 قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَنْ نَظَرِ الْفَجَاءِ وَفَافَعِ
 جریر بن عبد اللہ سے روایت ہو کہ انھوں نے
 پوچھا میں نے رسول اللہ سے نظر فجاوت کیا بین
 فرمایا آپ نے پس حکم دیا مجھ کو کہ آنکھ نیچی کر لوں
 یعنی اگر کسی عورت پر بلا قصد نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیے۔ رسول اللہ نے آنکھ نیچی کر دیکھا
 حکم فرمایا۔ آنکھ غیر عورت پر جب ہی پڑے گی جب وہ باہر کھلے منہ نکلے پھر اسی جگہ امام نووی
 روایت فرماتے ہیں۔

وفی ہذا حجة انه لا یجب علی المرأة ان
 تستتر وجہہا فی طریقہا وانما
 ذلک سنة مستحبہ لہا ویجب علی
 الرجال غض البصر عنہا فی جمیع
 الاحوال - ع
 اس آیت میں حجّت ہے اس بات پر
 کہ عورت پر چہرہ چھپا کر رستہ چلنا واجب
 نہیں ہو اور یہ اس کے لیے سنت مستحبہ ہو
 اور واجب ہے مردوں پر اس سے
 آنکھ نیچی کر لینا بہر حال۔

اس قول میں چار باتیں ہمارے دعوے کے موید ہیں۔ اولاً یہ کہ غض بصر کے معنی نظر
 نیچی کرنے کے ہیں نہ بند کرنے کے یا (نہ دیکھنے کے) **کما قالہ الوحشی**
 ثانیاً یہ کہ عورت کو راستہ چلنے میں چہرہ چھپانا ضرور نہیں ہو اور یہ امر اس کے لیے سنت
 مستحبہ ہو نقول ذلک حجة قویۃ علی ما ادعینا۔

رابعاً جب عورت کو راستہ میں منہ چھپا کر چلنا ضروری نہیں ہو بلکہ منہ کھولے قطع راہ کرنا
 سنت ہو اور مردوں پر واجب ہو کہ عورت کو دیکھ کر نظر نیچی کر لیں تو غم یہ ہو کہ جس طرح مرد
 باہر نکلتے ہیں عورتیں بھی منہ کھولے ہونے نکل سکتی ہیں فرق اتنا ہو کہ مرد بلا ضرورت بھی
 بغیر ساتر لباس کے نکلتے ہیں۔ عورتیں ضرورت کے ساتھ ساتر لباس پہن کر نکل سکتی ہیں۔
 فرمائیے وحشی صاحب! آپ بھی امام نووی کے قول سے دلیل ۱۹ میں استنباط لال

الفقه

ہم مقدمہ ششم میں بیان کر آئے ہیں کہ قرآن وحدیث سے جو امر ثابت ہو گیا پھر علما کے قیاس کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں تاہم محض اس غرض سے کہ وحشی صاحب کے دل میں کچھ خیال فاسد نگزرے چند اقوال کتب فقہ کے ہم بھی درج کرتے ہیں وباللہ نستعین قال فی الدسار المختار والحجة آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہو سوا سے چہرہ۔
 جہد بد نھا عوراة خلاف الوجه دونون ہاتھوں اور دونون قدموں کے
 والكفین والقدمین علی مذہب مقدمہ۔ اور آواز اس کی عورت نہیں ہو
 المعتمد واصولہا علی الرأیح قول راجح پر اور دونون کنہیاں قول مرجح
 وذنما علی المصوح ۷ پر ستر نہیں ہیں۔

اس معزز مفتی یہ کتاب سے واضح ہو گیا کہ علاوہ چہرہ دونون ہاتھوں اور دونون قدموں کے آواز بھی ستر نہیں ہے۔ تاہم یہ ہو کہ چہرے ہاتھ اور قدم کے ستر ہونے کو صاحب درمختار علی المعتمد لکھتے ہیں یعنی یہی مسئلہ مفتی بہ ہو۔ وحشی صاحب نو آواز کو بھی داخل ستر سمجھتے تھے لیکن جب صاحب درمختار کی عبارت نظر سے گزرے گی کہ عورت کی آواز علی قول الرأیح ستر نہیں ہو تو آنکھیں کھلیاں گی۔

ثم قال وتمنع المصاة الشابہ جوان عورت کو مردوں کے بیچ میں چہرہ کھولنے
 من كشف الوجه بین الرجال سے منع کرتے ہیں اس وجہ سے کہ چہرہ ستر ہو
 لافہ عوراة بل لخوف الفتنة بلکہ خوف فتنہ کے سبب سے۔
 اس تقریر میں تین باتیں ہمارے موافق ہیں۔

(اول)۔ جوان عورت کا مردوں کے بیچ میں چہرہ کھولنا ناجائز ہو اسی سے ظاہر ہے کہ مردوں کے بیچ میں عورت کا جانا ممنوع نہیں ہو بان چہرہ کھولنا ممنوع ہو۔

(دوم)۔ اس پر یہ حدیث وارد ہو سکتا تھا کہ چہرہ عموماً ستر ہو اگرچہ بعض اوقات ستر نہیں ہو اس لیے خود صاحب درمختار نے اس کا جواب نہیں دے دیا کہ مردوں کے بیچ میں عورت کا کشف وجہ ممنوع ہونا کچھ اس سبب سے نہیں ہو کہ چہرہ ستر ہو بلکہ کشف وجہ بین الرجال کی ممانعت فتنہ کے خوف سے ہو پھر چہرہ علی الاطلاق ستر نہوا۔

(سوم) شاید اس بنا پر وحشی صاحب بحث کرنے کو چڑھ دوڑیں کہ جب چہرہ کھولنا مردوں کے بیچ میں ممنوع ہوا تو ہمارا مطلب حاصل ہو تو میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ جناب عالی! زیادہ اگر بڑبڑ نہ کیجیے! وحشت کی نہ لیجیے۔ یہ تقریر آپ کو بہت مضربے۔ اول تو مردوں کی بیچ میں عورت کا آنا ہی منافی پردہ مروجہ ہو۔ پس اگر صاحب درختار کا وہ قول آپ سند لیتے ہیں تو اس کو بھی ہماری سند لیجیے اور معترف ہو جائیے کہ عورتوں کا برقع اور طحہ کر مردوں کے بیچ میں آنا درست ہو۔ اور جب ویسا نہیں ہوا تو ایسا بھی نہ ہوگا۔

بلاشبک جوان عورت کا مردوں کے بیچ میں مکشوف الوجہ ہونا بعض اوقات خلاف مصلحت ہوتا ہے خصوصاً جہان او باش ہوں اور ایسے ہی لوگوں کی مجلس میں عورت کا مکشوف الوجہ ہونا ممنوع ہو اور اس کو میں خود صاحب درختار کے اسی قول سے ثابت کرتا ہوں۔ میں وحشی صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ ”الرجال“ پر الف لام کیسے داخل ہو؟ الف لام استغراقی ہو نہیں سکتا اس لیے کہ استغراقی الف لام اسم جنس پر داخل ہوتا ہو۔ اور جب کہ الف لام استغراقی نہ ہوا تو کل مرد مراد نہ ہوے۔ مثلاً قولہ نعم ان الانسان لحنی خسر۔ بے شک انسان خسارہ میں ہے۔

اور ظاہر ہے کہ تمام انسان اس آیت میں شامل نہیں ہو سکتے۔ انبیاء صلیقین اس روایتی میرزا و محفوظین تو الرجال سے بعض الرجال مراد ٹھہری۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ وہ بعض الرجال او باش و بیہودہ لوگ ہیں جن کی صحبت میں کیا ان کے پاس سے مکشوف الوجہ گذرنا حرام ہو۔ دوسری خرابی یہ ہو کہ اگر ”الرجال“ سے کل الرجال مراد لین تو باپ بھائی وغیرہ بھی داخل فی الحکم ہو جائیں گے۔ اور اس لیے ضرور ہو کہ بعض الرجال مراد لی جائے و ذلک ما امرناہ قطع نظر اس بحث کے عورت کا کشف وجہ ”بین الرجال“ ممنوع کسا نہ فی طریقاً پس صاحب درختار کے قول سے بھی ثابت ہو گیا کہ عورت کا مہر کیلئے مکشوف الوجہ باہر نکل سکتی ہو۔ چونکہ وحشی صاحب صاحب درختار سے بہت عقیدتمند ہیں (کما ہو ظاہر) اس تقریر کو غائر نظر سے پڑھیں اور اپنی عقیدت مندی پر متاسف ہوں۔ و لایبدا ین من ینتھن کی تفسیر میں ہم صاحب کفایہ کا قول نقل کر آئے ہیں کہ انا ما ظہر منها سے مراد وہ وجہ کفین لیتے ہیں اور اس کے ستر نہ ہونے پر انھوں نے جو دلیلین قائم کی ہیں وہ خود ناظر ہیں کہ بلا قید وجہ کفین ستر سے خارج ہیں۔ بابا لامامہ

مین صاحب کفایہ فرماتے ہیں المرءة من قتی نھا الی قد مھا علی حق یہ قول بہ چند وجہ منقوض ہو (اول) میں فقہاء کے انہیں اختلافات اقوال کو افسوس کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ اٹلی کہتے ہیں تو دوسری جگہ آم۔ (دوم) ایک شخص کے جب دو قول آپس میں متعارض ہوتے ہیں تو دونوں مردود ہو جاتے ہیں (۱) اذا تعارضتا تساقطا بشرطیکہ دونوں قول میں کل الوجہ مساوی المرتبہ ہوں ورنہ قول اقویٰ مستند ہوگا۔ صاحب کفایہ نے پہلے قول میں وجہ و کفین کے مستند ہونے پر دلیل قائم کی ہے اور حدیث سے استخراج مسئلہ کیا ہے۔ علاوہ اس کے یہی مذہب تمام فقہاء کا ہے دوسرے قول میں نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی وجہ ہو اس لیے یہ قول آخر پایہ اعتبار سے ساقط ہے (سوم) جب صریح حدیث وجہ کفین کے مستند ہونے پر وارد ہے تو صاحب کفایہ کا قول کچھ صلیت و وقعت نہیں رکھتا۔

قال فی الهدایة ویصف الرجال اور صف باندھین مرد پھر لڑکے
شوا الصبیان شعر النساء ع پھر عورتیں۔
ہدایہ کی اس تقریر سے بھی ظاہر ہے کہ عورتیں عموماً مسجد و نماز جماعت ادا کر سکتی ہیں۔ اور ان کی صف سب سے آخر ہوگی۔

صاحب ہدایہ نے یہ جو لکھا ہے کہ جو ان عورتوں کا جماعت میں ہونا مکروہ ہے کیونکہ اس میں خوت فتنہ کا ہے۔ ہاں اگر بوڑھی عورتیں فجر و مغرب و عشا کے وقت جماعت میں حاضر ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ پھر اس حرج نہ ہونے پر دلیل قائم کی ہے کہ ان الفساق انشتا ہم فساد پر معاش لوگ ظہر و عصر کے فی الظہر و العصر اما فی وقت را ہوں میں منتشر ہوتے ہیں الفجر و العشاء فہم ناثمون مگر فجر و عشا میں سوتے رہتے ہیں و فی المغرب بالطعام اور مغرب کے وقت کھانے میں مشغول مشغولون ع رہتے ہیں۔

صاحب ہدایہ جیسے فقیہ کا یہ استدلال قابل افسوس اور بوجہ چند منقوض ہے۔

(۱) ظہر و عصر کے وقت وہ اس واسطے عورتوں کو حاضر جماعت ہونے سے روکتی ہیں

کہ اس وقت بد معاش منتشر ہوتے ہیں۔ یہ غلط ہے اس لیے کہ جن لوگوں کا کام آوارگی ہوتا ہو وہ بیکار رہتے ہیں اور بیکار لوگ بھی شدت گریا میں مکافون کے اندر رہتے ہیں اور موسم بذیات میں تو سرکون پر پھرنے کا قابل تسلیم ہے۔
ایسا ہی تھا تو صاحب ہدایہ کو موسم سرمایہ عورتوں کو حضور جاعت سے روکنا چاہیے تھا۔ نہ ہر موسم میں۔ یہ تو بڑا ظلم ہے۔

(۲) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات اور عام نساء مومنہ سب کو حکم دیتا ہے کہ باہر نکلو تو گھٹا ٹوپ چادراؤ ڈھ لو تا بد معاش لوگ رانیہ سمجھ کر نہ ستائیں پس اگر صاحب ہدایہ کو ان جوان عورتوں کے چھپڑے جانے کا اندیشہ تھا تو یہ حکم قرآن سے ہی جس میں ازواج رسول بھی شامل ہیں کیونکہ چھپڑے جانے کا دستور تو عرب میں بھی تھا تاہم ایسے پرے میں بٹھائے جانے کا حکم نہ ہوا۔ دیکھو تفسیر یدین علیہ من جلا میبھن۔
(۳) فجر وعشاء میں عورتوں کو حاضر جماعت ہونے کی اجازت اس وجہ سے دیتی ہیں کہ بد معاش لوگ اس وقت سوتے رہتے ہیں اور مغرب کے وقت اس لیے اجازت ہے کہ اس وقت کھانے میں مشغول رہتے ہیں۔

یہ دونوں دلیلیں رکبیک ہیں۔ اس لیے کہ بد معاش لوگوں کا انتشار مغرب ہی کے وقت شروع ہوتا ہے اور عشا کے وقت تو سرکون پر ادھر ادھر اکثر بد معاشوں کا مجمع رہتا ہے جیسا کہ لکھنؤ میں خصوصاً اور بلاد ہندوستان میں عموماً دیکھا جاتا ہے۔ یہ کیسے صاحب ہدایہ کو معلوم ہوا کہ مغرب کے وقت تمام بد معاش و آوارہ کھانے میں مشغول رہتے ہیں کیا ان کو تمام ممالک پر احاطہ تھا۔

یہ عجیب تماشے کی بات ہے کہ جو وقت انتشار فساد کا تھا وہاں تو عورتوں کو نکلنے کی اجازت تھی اور جو وقت انتشار کا نہیں وہاں آنے سے روک دیا۔

(۴) پھر آگے چل کر خود ہی فرماتے ہیں کہ امام محمد و ابو یوسف نے کہا کہ وقال لا یخرجن فی الصلوة کلبا لانه لا فتنۃ لقلۃ الدغیۃ فلا یکن کما فی العیدین کما روای الحسین عن ابی حنیفۃ نکلیں عورتیں ہر نماز کے واسطے ایسے کہ کوئی فتنہ نہیں ہے سبب قلت رغبت کے پس نہیں مکروہ ہے جیسا کہ عیدین میں ہے جیسا کہ حسن نے ابو حنیفہ سے روایت کی

ان یخجن للصلوة ۛ یقمن
فی أخذ الصفوف فیصلین
مع الی جال لاذهن من اهل
الجماعة عہ

کہ عورتیں نکلیں نماز کے لیے اور کھڑی
ہوں آخر صف میں پس نماز پڑھیں
مردوں کے ساتھ اس لیے کہ یہ بھی اہل
جماعت سے ہیں۔

امام ابو یوسف و امام محمد اور نیز امام اعظم کا مذہب یہی ٹھہرا کہ عورتیں مساجد میں آکر
مردوں کے ساتھ نماز پڑھیں جیسا کہ احادیث قدسیہ سے بھی ثابت ہو۔

قال فی الکفایہ اما صلاة
الجمعة فقد ذکن ہا شیخ
الاسلام من قبیل صلوة
العیدین حتی یباح لهن
الخ ۛ جریھا بالاجماع عہ

مگر نماز جمعہ پس ذکر کیا شیخ
اسلام نے کہ وہ مثل نماز
عیدین کے ہے یہاں تک کہ
عورتوں کو جائز ہے اس کی طرف
نکلنا بالاجماع۔

اس جگہ سے وحشی صاحب کا یہ قول کہ ”مردوں کے ساتھ ہر نماز میں جو ان عورتوں
کی شرکت ممنوع ہو (جماعت میں عیدین بھی داخل ہیں) غلط ٹھہرا۔ اس میں تو کسی کو
بھی کلام نہیں کہ عورتیں نماز عید کے لیے باہر نکل سکتی ہیں اور یہ صاحب کفایہ کے
لفظ ”بالاجماع“ سے ظاہر ہے۔ صاحب کفایہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام نماز جمعہ کو مثل
عیدین کے فرماتے ہیں کہ جمعہ کو بھی نماز کے لیے عورتیں نکل سکتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے
کہ نماز عیدین میں عورتوں کا باہر نکلنا تو مسلم ہو باقی رہا جمعہ میں اختلاف ہو اور شیخ
الاسلام اس کو بھی مثل عیدین کے فرماتے ہیں۔

اذاکان فی المسجد ۛ ف
وعلى الدف صف من النساء
اقتدین بالامام و تحت
الدف صفوف الدجال هل
تفسد صلاته ۛ قال لا عہ

جب مسجد میں طاق ہو اور طاق پر
عورتوں کی صف ہو جو امام کا اقتدا
کرتی ہوں اور طاق کے نیچے مردوں
کی صفیں ہوں تو مرد کی مشاؤ فاسد
ہوگی یا نہیں کہنا نہیں۔

اس مقبول و مشہور فتاویٰ سے بھی ظاہر ہے کہ عورتیں مساجد میں بغرض نماز نہ سکتی ہیں
عہ ہایہ باب الاماتہ مطبوعہ احمدی صفحہ ۶۶۔ عہ کفایہ مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۶۷۔ لایعہ قادیانی عہ

لیکن ان کو آخر صفت میں کھرا ہونا چاہیے۔

نعم قال امام یصلیٰ بی حال
و نساء و صفت النساء
یہذا صفت الرجال تفسد
صلوۃ راجل واحد الذی
بین الرجال و النساء
امام مرد و ن عورتوں کے ساتھ ہنسنا
پڑھنا جو۔ عورتوں کی صفت مرد و ن کی
صفت کے سامنے ہو تو اس ایک مرد
کی نماز فاسد ہوگی جو مردان عورتوں
کے بیچ میں ہے۔

غرض کہ ان سب کا حاصل یہی ہو کہ عورتیں آخر صفت میں کھڑی ہوں۔ بہر حال مسجد و ن
میں آنا ممنوع نہیں ہو اور یہی وحشی صاحب کے پردہ مروجہ کو مضر ہے۔

یہ چند اقوال ہمارے مخاطب وحشی کے اطمینان خاطر کے لیے معرض تحریر میں
آئے تا وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ عبارات کتب فقہ ہمارے تاکید نہیں کرتیں۔ ورنہ قرآن و
حدیث سے پردہ مروجہ کا ابطال ثابت کرنے کے بعد اگر فقہ موافق نہ بھی ہوتی
تو کچھ پرواہ نہیں ہے۔

قال بعض الوجودین غایب الیہما النبی من کما امن السفهاء
والحی انہم هم السفهاء ولكن لا یعلمون و سیہدیہم
اللہ اعلم۔

الدلائل لقیاسیہ والعقلیہ

حشی صاحب تو فرماتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے ثابت کر دینے کے بعد دلائل عقلیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بے شک جن کو اللہ کریم نے عقل ہی نہیں دی اُن کو دلیل عقلی کی کیا ضرورت ہو لیکن اصحاب عقل تو شریعت میں قدم قدم پر عقلی دلیل چاہتے ہیں عقل نقل کی اصل ہے۔ جب تک کوئی مسئلہ عقل سے نہ ثابت ہو نقل سے ثابت نہیں ہو سکتا اور ہو بھی تو غلط یہی وجہ ہو کہ زمانہ تاریک کے علماء اسلام اذا سطحت پڑھ کر بلا سمجھے ہوئے زمین کی سطح ہونے کے قائل ہو گئے۔ اسلام کا اصل اصول اثبات واجب الوجود ہے اور وہ خود دلائل عقلیہ سے ثابت ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں بار بار اغلا تعقلون سے خطاب کرتا ہے۔ اصول حدیث میں صحت حدیث کے دو معیار قرار دیے گئے ہیں۔ درایت۔ روایت اگر کوئی حدیث روایت ثابت ہو اور درایت نہ ثابت ہو تو وہ قابل سند نہیں ہو لیکن اگر درایت ثابت ہو اور روایت نہ ثابت ہو تو مقبول ہے۔ پردہ مروجہ اگر عقلاً ثابت ہو تو بے شک شرعاً بھی صحیح ٹھہرے گا اور عقلاً اگر ثابت ہو تو شریعت محمدیہ نا عاقلانہ فعل کو جائز نہیں رکھتی۔ ہم پردہ مروجہ کا ابطال ذیل کے چار مسلم کلیوں سے کریں گے۔

(۱) دور تسلسل باطل ہے۔ (۲) جو چیز باطل کی مستلزم ہو وہ بھی باطل ہے (۳) ہلاک نفوس انسانیہ قبیح بلکہ افسوسناک ہے۔ (۴) جو چیز سبب یا منجر ہلاک نفوس انسانیہ ہو گی وہ بھی افسوسناک ٹھہرے گی۔

دلیل اول

حدیث شریف میں آیا ہوا کائنات حریص علی ما ہنعم فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ جس چیز سے منع کیا جائے اُسی کا زیادہ تر خواہش مند ہوتا ہے۔ ایک خوب صورت عورت لب سڑک کھڑی ہوا اور ایک بد شکل کریمہ منظر عورت ڈولی میں مکلف پرنے کے اندر بیٹھی ہو تو ہر سیر و جوان کی نظر ڈولی ہی کی طرف ہو گی۔ اس خواہش کے اندر اس کے لیے مسلمانان ہند نے اپنی عورتوں کو چار دیواری کے اندر بند کیا تاہم مبنی مرد

سہ دیکھو تفسیر کبیر میں سورۃ طہ کی تفسیر۔ سہ دیکھو تفسیر کبیر سورۃ غاشیہ

نہ اُن کو دیکھیں نہ اُن کی خواہش کریں۔ لیکن باقضا سے فطرت اب مردوں کی خواہش
 ان پر اور زیادہ ہوئی تو پردہ پردہ لازم آیا۔ اب مردوں کی خواہش کو اور زیادہ اس سے
 ترقی ہوئی تو پھر اس پردہ پر پردہ لازم آیا غرض جتنی برے کو ترقی ہوگی مردوں کی
 خواہش وہوس بھی بڑھتی جائے گی اور یہ دور تسلسل ہو جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ دور تسلسل
 باطل ہو اور یہ پردہ چونکہ دور تسلسل کا مستلزم تھا وہ بھی باطل ہو گیا۔ یہاں ایک اعتراض
 وارد ہو سکتا ہے کہ پھر اس بنا پر عورتوں کو شرنگہ بھی چھپانا بیکار ہو گیونکہ یہاں بھی
 اسی طرح دور تسلسل لازم آئے گا۔ پہلے تو ایسے معترض کو شاباشی دینی چاہیے۔ پھر
 اس سے کہا جائے کہ جناب یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس عضو کے دیکھنے سے ہر فرد بشر
 کا رہ ہر بان اگر آپ اس سے مستثنیٰ ہوں تو بات ہی الگ ہو۔ علاوہ اس کے کتب طب
 ناطق ہیں کہ شرنگہ کا دیکھنا بصارت کو بہت مضر ہے۔ باقی رہا اور اعضا سے بہت دورہ کا
 دیکھنا۔ سو بجز چہرے کے کسی عضو کے دیکھنے کی تمنا نہیں ہوتی وذا اللہ کمایوی علی الصمد

دلیل ثانی

کوئی شے جب ہر وقت یا اکثر زیر نظر ہوتی ہو تو طبیعت اُس سے سیر ہو جاتی ہے
 دیکھو حلوائی مٹھائی کھانے کا ایسا خواہش مند نہیں ہوتا جیسے کہ ہم اور آپ ہوتے ہیں
 ادنیٰ درجے کے لوگ مثلاً چار وغیرہ صد بانو جوان مرد و عورت ایک جگہ بیٹھ کر کام کرتے
 ہیں لیکن کہیں تاک جھانک نہیں ہوتی اور نہ ان اقوام میں زنا کاری کی ویسی کثرت
 ہو جیسے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں ہوتی ہے۔

شرک پر کوئی خوبصورت عورت گذرتی ہو تو اُس پر آواز سے کہنے والے تاک
 جھانک کرنے والے سب اعلیٰ طبقہ کے یا اوسط درجے کے لوگ ہوں گے۔ آپ کسی
 چار کو ڈولی کی طرف جھانکتے نہ دیکھیں گے۔ شاید لوگ یہ کہیں کہ یہ اقوام سبب بددلی
 کے جرات نہیں کرتے تو اول تو یہ خود نا درست ہے مگر خیر اس کو تھوڑی دیر کے لیے
 تسلیم کر کے کہتے ہیں کہ اچھا ان کو جانے دو۔ کیا کسی انگریز کو بھی تاک جھانک کرتے
 دیکھا ہے۔ لایہی آپ ”نہیں“ فرمائیں گے۔ پس تعجب کو دور کر کے اگر بہ تعمق نظر دیکھا
 جائے تو دس کا سبب صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ از بسکہ وہ دن رات عورتوں کو
 دیکھا کرتے ہیں اور مگر جلتے ہیں۔ ان کی نظریں سیر ہیں۔ اگرچہ میں اس سے انکار نہیں کر سکتا

کہ یورپ میں زمانہ نہیں ہو مگر ساتھ اس کے ہندوستانیوں کے اس دعوے کو بھی لغو جانتا ہوں کہ یورپ میں زن عفیضہ نایاب ہو۔ زانی و آوارہ شخص کی یہ بڑی پہچان ہے کہ راہوں میں اسکی نظر پریشان اور جیارتی ہو۔ اہل یورپ میں یہ امر مفقود ہو۔ اور بغرض محال اگر کثرت زنا ہو بھی تو اسکا سبب بے پردگی نہیں ہو بلکہ اصل سبب یہ ہو کہ یورپ میں مردوں کی قلت ہو۔ عورتوں کی کثرت ہو۔ اس پر طرہ یہ کہ عورتیں مردوں سے قوت خاص میں بڑی ہوتی ہیں اور سب سے بڑی وجہ زنا کی کورٹ شپ ہو دوسلٹا بے پردگی ہی سبب سمی۔ تو اصل یہ ہو کہ یورپ میں بے پردگی کی افراطی مسلمانان ہند میں نفلطیہ ہے۔ اوسطان و نون کا وہ ہو جو شریعت محمدیہ میں ہو۔ رزائل اقوام میں پردہ نہیں ہوتا ہم ان کے مردہ علی طبقہ و اوسط درجہ کے مردوں سے بہت اچھے ہیں۔ ممکن ہو کہ وحشی صاحب بیان یہ اعتراض کریں کہ پھر شہروں میں رزائلوں کو بیکار رہنا چاہیے حالانکہ ان کے کسب کا بازار گرم و روز افزون رہتا ہو۔ بجائے اسکے کہ لوگ ڈولیوں کی طرف متوجہ رہیں۔ اکثر کوٹھون پر دیکھتے جاتے ہیں۔ اسکے دو جواب ہیں۔

(جواب اول) ہاں ہاں لوگ ڈولیوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں مگر ڈولیان کچھ شرکوں پر ہر وقت تو ہوتی نہیں ہیں۔

(دوسرا جواب) کوٹھون پر جو لوگ فاحشہ عورتوں سے فیضیاب ہوتے ہیں اس کا سبب یہ ہو کہ ان بازار میں عورتوں نے آوارگی اپنا پیشہ اختیار کر لیا ہو۔ مثلاً ایک بادشاہی بادچی ہو وہ طرح طرح کے عمدہ لذت کھانے پکاتا ہو۔ اس حال میں ضرور ہو کہ اس کی طبیعت سیر ہوا و ضرور ہی سیر ہوگی لیکن یہ سیری اس امر کی مقتضی نہیں ہو کہ وہ کھانا ہی نہ کھا کر۔ ہاں یہ ہو گا کہ لایح نہیں باقی رہے گا دوسروں کو کھاتے دیکھے گا تو اس کھانے کو نظر شوق سے نہ دیکھے گا جیسا کہ حلوایحون کو دیکھا جاتا ہو۔ ان بازار میں فاحشہ عورتوں کے پاس جانیوالے یا تو مجرد نوجوان ہوتے ہیں یا وہ لوگ جنکو اس وقت عورت میسر نہیں۔

(وذلک علی الاکثر) ہمارے اس دعوے کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو گا کہ شرک پر کوئی فرنگن گذرتی ہو یا کھلی جگہ پر بیٹھی ہو تو آوارہ سے آوارہ شخص بھی اسکو نظر بھر کر نہیں دیکھتا۔ کیون نہیں دیکھتا؟ اس لیے کہ وہ سمجھتا ہو اس کا پیشہ زنا کاری نہیں ہو۔

اسی طرح اگر ہندوستان میں اور مالک اسلام کی طرح شرعی پردہ جاری ہو کہ عورتیں چہرہ و ہاتھ کھولے سائر لباس پہنکر سودا سلف خرید سکیں مساجد میں جاسکیں۔ عیدین میں حاضر ہوں وغیرہ تو نہ مردوں کی نیتیں خراب ہوں نہ کوئی ان کو گھوڑ کر دیکھے نہ آواز سے کہے جائیں جیسا کہ ڈولین پر چلنے کے وقت ہوتا ہے۔ کہ ہر کوئی ڈولی کی طرف ٹھٹکی لگا کے منظر ہو کہ شاید ہوا ہی پردہ الٹ دے شاید ایک جھلک ہی نظر آجائے۔ ومعاذ اللہ منہا۔

دلیل ثالث

شرعاً و عقلاً دونوں حیثیت سے مرد و عورت دونوں پر طلب علم فرض ہوا و جس طرح مرد پر کسی علم کی طلب کی تعین نہیں ہو عورت پر بھی تعین نہیں ہوا اور دونوں ہر علم جہاں تک ممکن ہو سیکھ سکتے ہیں۔

سعدی شیرازی فرماتے ہیں ہر چو شمع از پی علم باید گداخت کہ بی علم نتوان خدا را شناخت پیردہ مرد و جبہ طلب علم سے مانع ہو۔ اس لیے کہ چار دیواری کے اندر عورتیں فقط اپنے محارم سے پڑھ سکتی ہیں۔ اول تو محارم کا حاوی علوم و فنون ہونا امر مہموم ہو۔ ثانیاً اگر ہوں بھی تو مردوں کو خود ایسے کام لائق ہوتے جو گھر میں بیٹھنے سے قاصر ہیں۔ ورنہ پڑھانے کے واسطے مردوں کو بھی عورتوں کی طرح پردہ نشین بننا پڑے گا۔

دلیل رابع

نوع انسان کی دونوں صنف مرد و عورت پر ذات باری تعالیٰ کا بیچا نافرمانی ہو و جب وجود کا بیچا نشانہا ت پر موقوف ہو۔

یعنی تخلیق ارض و سموات کا ملاحظہ کرنا پھر زمین پر طرح طرح کے صنایع و بدائع کا تماشا۔ یا نیکو

عہ طلب العلم فی صنفہ علی کل مسلم و مسلمۃ طلب علم ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہو۔ چونکہ مطلق علم کہا ہوا اس لیے ہر علم کی طلب فرض ہوئی۔

عہ قال اللہ تعالیٰ ان فی خلق السموات والارض و اختلاف الیل و النہار و لفلک التي تجری فی البحر لآیت فاحیا بہ لارض بعد موتھا۔

سہ و انزل من السماء ماء۔

برسنا اور اس سے خشک زمین کا تر و تازہ ہو جانا۔ انواع و اقسام کے جانور و نباتات کا تماشہ
اونٹ کی عجیب خلقت۔ پہاڑ کا بلند ہونا۔ اور پہاڑ پر جو بہا رہیں ہیں ان کا ملاحظہ۔ سمندر کا
تماشا۔ اُس پر کشتیوں کا چلنا۔ باخون اور جنگلون کی سرور و لذت درمن قال

برگ ریختن سبز در نظر ہوشیار ہر روتے دفتر ہے معرفت کردگار
چار دیواری میں بیٹھے والی عورتیں ان مشاہدات کے ملاحظہ سے مجبور محض ہیں یا یوں کہا
جائے تو زیادہ صحیح ہوگا کہ پردہ و مروجہ شناخت پر در و در گار سے مانع ہو فاقہم باللہ ان ذلک

الحجاب للقیہ لیس من شریعتنا۔ دلیل خامس

یہ لازمی بات ہے کہ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے آدمی کا ہل ہو جاتا ہے چستی، وچال کی نابود ہو جاتی
ہو جسم میں بغم پیدا ہو جاتا ہے۔ فضلال و سلب قوت و زوری ہو (کما صرحہ فی کتب
الطیب) تازہ ہوا نہ پہنچنی صحت جسمانی کو مضر ہے اگرچہ عادت ہو جانے سے محسوس نہ ہو۔

دلیل سادس

پردہ چار دیواری کی پہننے والی خصوصاً قصابات کی عورتیں بالکل اس شعر کی مصداق ہیں
ہیں تالاب میں مچھلیاں کچھ فراہم وہی اُن کی دنیا وہی اُن کا عالم
ان عورتوں کو نہ سڑک معلوم۔ نہ راستوں سے واقفیت نہ یہ معلوم کہ فلاں مکان کس طرف
ہو۔ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جانا تو سفر کوہ قاف ہو۔ یہ عورتیں ایک مکان سے
دوسرے مکان میں پیدل جانا چاہیں تو دشوار ہو۔ ہندوستان میں آئے دن غیر قوموں سے
جنگ و جدل کا اندیشہ رہتا ہو۔ حال ہی میں معاملہ گادکشی درپیش ہوا۔ ایسی حالتوں میں
یہ پردہ نشین عورتیں اپنی ذات اور عصمت و عفت کی حفاظت قطعاً نہیں کر سکتیں جرات
پہلے ہی رخصت ہو چکی تھی۔ ہتھیار پاس نہیں اور ہو بھی تو کس کام کا۔ ایک بھاگ جانے کی
تدبیر تھی سو بھاگ کے جائیں کہاں۔ راہ نہیں معلوم اور نہ دین میں سکت۔ کوچہ و دیراز سے
بالکل نادان قہر لیس ان سب کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ یا تو عصمت و آبرو کو خیر باد کہیں دشمن کے
ہاتھوں قتل ہوں۔ یا خود اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں اور حرام موت مرین۔ اور یہی کثر
کو فاحیا جہ الارض بعد مو تھا۔

عہ افلا یظرون الی الابل کیف خلقت سمہ والسماء کیف رفعت للعه والی الحیال
کیف نصبت صہ والفلک الی تجزی فی البحر

دیکھا اور سنا گیا ہے کہ عصمت آب عورتوں سے حفاظت عصمت میں اور تو کچھ بن نہ پڑا کہین
کنوین میں گر پڑیں یا کوٹھے پر سے کود پڑیں غرض کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالا۔ اس ہلاکت کا
باعث پردہ مروجہ ہے۔ ہلاک نفس انسانی امر بیخ ہے پردہ مروجہ اسی کا سبب تھا وہ
بھی امر قبیح ٹھہرا۔

مسلمانان ہند اس پردہ کو محافظ عصمت سمجھے ہیں حالانکہ خود یہی پردہ عصمت کا
تباہ کرنے والا ہے واللہ فی نفسی بیدار لیس ہذا من حد ود اللہ ومن یتعد
حد ود اللہ فاولئک ہم الظالمون۔

دلیل ثامن

پردہ عالم میں اس وقت جتنی چیزیں ہیں پہلے تحقیق تھیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ
پرے میں نہ ہونا منشاء فطرت ہے۔

قرآن سے پردہ مروجہ کا بطلان ثابت ہو گیا۔ احادیث نے اس کی تائید کی۔
کتب فقہ سے تحقیق ہو چکا اور عقلی دلائل نے یقین دلادیا۔ اب باقی رہا اجماع امت سو
وہ بھی سن لیجئے۔

ہندوستان میں پانچ کروڑ مسلمان ہیں۔ جن میں ان شرفاء کی تعداد جن کی عورتیں
چار دیواری کے اندر رہتی ہیں شاید ہی ثلث یا ربع ہوں اور اس کا پتہ مردم شماری سے
مستحق ہے۔ باقی اور مالک اسلام میں تو یہ پردہ ہی مفقود ہے۔ تمام دنیا میں قریب بیس
کروڑ کے مسلمانوں کی آبادی ہے جن میں ایک کروڑ (زیادہ سے زیادہ) مسلمانوں میں یہ
پردہ جلس ہوا درافیس کروڑ مسلمانوں میں شرعی پردہ ہے۔ تو فرمائیے وحشی صاحب !
اجماع امت کدھر ہے۔ یہ بات تو فی زمانہ ہے۔ لیکن اوائل اسلام بلکہ ابتدائے آفرینش
عالم سے لیجئے تو جہان تک تواریخ سے پتہ چلتا ہے کبھی مسلمانوں میں پردہ مروجہ کارواج
نہیں تھا۔ تو علاوہ اس کے کہ پردہ مروجہ خلاف شریعت محمدی اور زائد علی الشرع ہے عقل
تمدن اور اجماع امت کے بھی منافی ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ کتاب ہذا اختتام کو پہنچی۔
ساتھ ہی اس کے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ پردہ مروجہ زائد علی الشرع ہی نہیں بلکہ معصیت ہے۔
لَا اِلهَ اِلَّا هُوَ قَالَ مَنْ لَمْ يُحْكَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔
والسلام علی من اتبع الهدی۔

سچی عفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب لکھ چکنے کے بعد ہماری نظر سے ”حجاب عصمت“ مولفہ مرزا محمد حسن گدڑی ہم کتاب ممدوح کی تردید نہیں لکھتے اس لیے کہ شرعی بحث جس قدر اس میں ہو وہ بعینہ نقل کتاب الحجاب مولفہ مولوی محمد یوسف صاحب وحشی ہو اگرچہ وہ بھی پوری نہیں ہو۔ ہم فقط یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہو اور اس کے مولف صاحب اپنواد عا میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔

مبطل اور احادیث کے ایک حدیث یہ بھی لکھتے ہیں (لعن اللہ المناطل و المنظور الیہ) اور اس سے مطلب یہ نکالتے ہیں کہ عورت کو ارادۂ دیکھنا ناروا ہو۔ ہم اس کا جواب مفصلاً لکھ چکے ہیں اور مختصراً پھر لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے اشارۂ بھی یہ مطلب مستنبط نہیں ہو سکتا لاناظر ضیفہ مذکر ہے منظور صیفہ مذکر ہو اور الیہ میں جو ضمیر ہے وہ بھی مذکر کی ہے۔ تو مطلب یہ نکلا کہ مرد کو اگر ارادۂ دیکھے تو ملعون ہو عورت کا کہیں ذکر نہیں ہو۔ خدا ہمارے دست کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

دوسری حدیث۔ قال علی ان رسول اللہ ص نہا نانا ن دخل علی النساء یغیب اذننا و اجھن ترجمہ۔ منع فرمایا کہ عورتوں کے پاس نہ داخل ہوں عورتوں کے پاس نہ دون اجازت اُن کے شوہروں کے۔ حدیث کا یہ مطلب تو ظاہر و باہر ہے کہ عورتوں کے نزدیک بلا ان کے شوہروں کی اجازت کے نہ جاؤ تو معلوم ہوا کہ باذن شوہران کی عورتوں کے پاس جا سکتے ہیں اور یہ پردہ مرد جب کے مٹاتی ہے۔

افسوس ہے کہ مرزا صاحب حدیث میں بھی اصلاح دیتے ہیں کیونکہ اسے چل کر

مرزا صاحب نے یہ آیت ولا تقربوا الزنا سے پردہ مروجہ پر عجیب استدلال کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بے پردگی مقدمہ زنا کا ہو لہذا یہ بھی حکم زنا میں داخل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بے پردگی سے آپ کی کیا مراد ہو۔ اگر وہ بے پردگی مراد ہے جو یورپ میں دائر و سائر ہو تو بے شک وہ مذموم و مقبوح ہو اور اگر وہ بے پردگی مراد ہو جس کی شریعت نے اجازت دی ہو تو وہ ہرگز مقدمہ زنا کا نہیں ہے۔

پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں ”یعنی زنا کے پاس بھی نہ پھٹکویہ نہ فرمایا کہ زنا نہ کرو اس سے مقصود یہ ہے کہ جو اسباب و داعی زنا کے ہیں ان سے بھی بچو“ ہاں اس کے ہم بھی قائل ہیں لیکن اگر صرف اتنے ہی سی آپ پردہ مروجہ کا اثبات چاہتے ہیں تو پھر آپ کو بھی پردہ نشین بننا پڑے گا۔ اس لیے کہ جب آپ گھر سے باہر نکلیں گے عورت ضرور نظر پڑے گی۔ شہر میں زنڈیاں ضرور ہی نظر آئیں گی اور یہ سب زنا کے مقدمات ہیں پس اس سے بچنے کے لیے آپ اور تمام آپ کے ہم خیالوں کو عورتوں کی طرح چار دیواری کے اندر بیٹھا رہنا چاہیو ان ہذا الشیء عجائب۔

پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ”ہندوستان کی مشہور اور تجربہ کار شاعر حضرت نظامی عورتوں کی بابت فرماتے ہیں“

اس میں شک نہیں کہ نظامی گنجوی ہندوستان کے شاعر تھے اور ہمارے دوست مرزا صاحب کو علاوہ دنیا کے تاج دانی میں بھی کمال ہے۔

بھلا جس شخص کو اتنی بھی واقفیت نہ ہو کہ نظامی جیسا مشہور شاعر کہاں کا تھا وہ مولوی عبدالحلیم صاحب شرر کی تردید میں قلم اٹھائے تو سوائے تعجب کے کیا کہاجائے۔ پھر نظامی کے اشعار ذیل سے سند لاتے ہیں۔

اگر نیک بوئے ہمسر کا زن زن نامن نام بودی نہ زن
مشوایم از زن کہ زن پارس است کہ خربستہ بہر چہ دزد آشناست
اس کے کئی جواب ہیں۔

(۱) نظامی نہ کوئی مذہبی عالم تھے نہ مجتہد تھے ہاں ایک شاعر کی حیثیت رکھتے ہیں پس یہ مصداق قولہ تعالیٰ الشعاع یتبعہم الخافون یہ مردود تو ہے۔

(۲) ان مشہور فارسی شاعر نے یہ ایک صریحی غلطی کی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آیا تمام

دنیا کی عورتوں کا انجام اچھا نہیں ہے یا بعض عورتوں کا۔ اگر کل عورتوں کا انجام اچھا نہیں ہے تو خدیجۃ الکبریٰ جناب سیدۃ النساء عائشہ صدیقہ وغیرہن کا انجام بھی اچھا نہیں ہونا چاہیے۔ معاذ اللہ مہا ایسے قائل کو خدا سمجھ لے۔ خدا نظامی صاحب پر رحم کرے اور اگر بعض عورتوں کا انجام اچھا نہیں ہے تو بعض مردوں کے انجام بھی اچھے نہیں ہیں۔ انجام کا اچھا نہ ہونا پردہ کا مستلزم تھا تو جس طرح بعض عورتیں خرابی انجام کی وجہ سے سستی پر دھجیں تھیں بعض مردوں کو بھی جن کا کام و انجام نہیں اچھا ہے ایسے ہی پردہ جس میں بیٹھنا چاہیے۔

دعایٰ ہذا القیاس دوسرا شعر بھی اسی پایہ کا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ عورتوں پر لگنا نیک ہی مت کر و کیونکہ عورت کا پارسا ہونا امر محال ہے۔ شاید ہمارے مسلم شاعر نظامی اور ان کے ہم خیال لوگوں کو اس کا تجربہ ہو لیکن ہم تو قرآن شریف کے حکم کے موافق کسی پر بدگمانی کرنا منقہ سمجھتے ہیں کما قال اللہ ظن المومنون والمومنات بالفسق حنین اچھا اس سے بھی صاف ہے یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اشھر (ترجمہ) مسلمانو! بہت سی بدگمانیوں سے پرہیز کرو کہ بعض لگائیاں گناہ ہیں میری دانت میں بلا وجہ کسی کو پارسانہ سمجھنا علاوہ اس کہ انسانیت و تہذیب کے خلاف ہے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۳) الفاظ کا استعمال دو حیثیتوں سے ہوتا ہے۔ من حیث الیجاد و من حیث المشتق۔ مثلاً فرس عربی لفظ ہے۔ اس کی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت تو جامد کی ہے جب کہ گھوڑے کے معنی میں ہو اور اس حال میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ گھوڑے کو فرس اس واسطے کہا کہ اس میں فراست ہوتی ہے بلکہ یہ لفظ اسم جامد ہے۔ اور دوسری حیثیت مشتق کی ہے (۴) محتملہا طعیہ

اسی طرح لفظ ”زن“ ہے ”زن“ جب انسان کی ایک صنف کا نام ہو تو وہ اسم جامد ہے اور جب مارنے کے معنی میں ہو تب مشتق ہے۔ پس ایک حیثیت کو دوسری حیثیت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

(۴) لو سلطنا نظامی ہی کا کہنا صحیح ہے تو بھی آپ کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ عورت کو زین کہنے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ عورت کو مارو بلکہ اس سے تو یہ معنی مفہوم

ہوتے ہیں کہ عورت سے آپ مخاطب ہو کر کہتے ہیں ”زن“ یعنی تو کسی کو مار۔
(۵) اگر نیک بودی سرانجام زن النح۔

ہر صفت کے تین درجے ہوتے ہیں مثلاً نیک۔ نیک تر۔ نیک ترین۔ فائدہ۔ بدتر۔
بدترین۔ نظامی نے عورت کے نیک محض ہونے سے انکار کیا ہے۔ تو مطلب یہ ٹھہرا کہ
عورت نیک نہیں بلکہ نیک تر یا نیک ترین ہوا اور اسی واسطے اسکو ”زن“ سے خطاب
کیا کہ دوسروں کو تادیباً زد و کوب کرے۔

مرزا صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ ”اطبا نے تسلیم کر لیا ہے کہ عورتوں میں عقل
فاسد کا مادہ زیادہ ہے“ میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے یہ مقولہ کس طبی کتاب سے اخذ کیا ہے میں
یہاں بھی وہی سوال پیش کرنا ہوں کہ آیا تمام عورتیں فاسد عقل کی ہیں یا بعض۔ شق اول
صریح البطالان ہوا و رشتہ ثانی میں مرد بھی اس سے بڑی نہیں ہیں۔

منشکل اور تعجب تو اس کا ہے کہ خود مرزا صاحب کی تقریریں اس میں متضاد ہیں آپ
صفحہ پانچ تیرھویں سطر میں فرماتے ہیں کہ ”عورتیں ناقص عقل ہیں ان میں مادہ خواہش نفسانی
بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہوتا ہے“ پھر صفحہ چودہ تیرھویں سطر میں لکھتے ہیں کہ ”اطبا اور
فلاسفوں نے انکویون ثابت کیا ہے کہ مردوں نے بہ نسبت عورتوں کے اور اسی طرح
حیوان مطلق میں بھی تذکیر میں بہ نسبت تانیث کے عموماً زیادہ حرارت ہوتی ہے“ یہ دونوں
تقریریں آپس میں متباہن ہیں۔ حرارت کا زیادہ ہونا مستلزم ازاد خواہش نفسانی ہے
اور جب کہ مردوں میں حرارت زیادہ ہے تو لایبہ شہوت نفسانی بھی زیادہ ہوگی۔ آپ ایک
جگہ عورتوں میں خواہش نفسانی زیادہ لکھتے ہیں اور ایک جگہ مردوں میں زیادہ بتاتے ہیں۔
پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں ”اسی لحاظ سے ان کا شمار ان چیزوں میں کیا جاتا ہے
جو باعث فسادان لی گئی ہیں“

اول تو عورتوں کے باعث فساد ہونے سے ان کی فاسد العقلی اور پرانی تباہیت
نہیں ہوتی۔ اہل ہنود گائے کا بہت احترام کرتے ہیں اور اسی احترام کی وجہ سے
اس کو ذبح کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ ذبح کا دوسلاٹون اور ہندوؤں میں باعث فساد ہے
لیکن اسی باعث فساد ہونے سے فی نفسہ کائے میں کوئی خرابی نہیں بلکہ (۳) جگہ ان
لوگوں کی عقل کا قصوری جو لڑتے جھگڑتے ہیں۔

ثانیاً ہاں اگر عورتیں خود مردوں میں جنگ و جدال کا باعث ہوتیں تو البتہ انکی ذات کا تصور ہوتا۔

ایک عورت پر دو شخص عاشق ہو کر آپس میں کٹ مرے تو خود ان دو احق مردوں کا تصور ہر عورت اس سے بالکل بری الذمہ پس مرد خود باعث فساد و گھبراہٹ ہر مرد صاحب کہتے ہیں ”عورتیں تو اسے عقلیہ بین مردوں سے کمزور و ضعیف ہیں“ یہ بالکل غلط اور محفل خیال ہے۔ میں کہتا ہوں دنیا میں کون ایسا مشکل اہم مسئلہ ثابت ہوا جہاں مردوں کی عقل رسا ہوئی ہو اور عورتیں وہاں تک نہ پہنچ سکی ہوں۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں جہاں عورتیں آزاد رہی ہیں ہمیشہ مردوں کے ساتھ قدم بہ قدم رہیں۔

خیر القرون میں جیس جگہ علی و ابن عباس وغیرہا میدان علم و ذکاوت کے شہسوار مانے جاتے تھے وہیں عائشہ صدیقہ و فاطمہ الکبریٰ وغیرہا بھی سپر علم و فضل کی دو آفتاب تھیں۔

حضرت رابعہ بصریہ کی نظیر مردوں میں آج تک زمانہ پیدا نہ کر سکا اگر زمانہ نے مساعدت کی تو درپردہ عصمت کے صفوں میں آپ دیکھیں گے کہ اسلام میں کیسی کیسی بہادر اور عالمہ فاضلہ عورتیں گزری ہیں راجندر کی بیوی۔ سیتا جی کانچیا راوون میں بھنسن کر با عصمت نکل آنا خود اس امر پر روشن دلیل ہے کہ عورتیں اپنے دل پر کیسا قابو رکھتی ہیں پھر مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ فطرۃ مرد و عورت پر حکمران و زبردست ہے۔

ابو مرزا صاحب آفتاب پر خفاک ڈالنے لگے اگر آپ ذرا بھی عقل و انصاف سے کام لیتے تو معلوم ہو جاتا کہ نصف دنیا سے زیادہ پر عورت حکمران ہو۔ ایک طرف قیصر ہند تھیں۔ شہنشاہ بیگم چین۔ ملکہ اسپین۔ ملکہ ہالینڈ۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ جمہوری سلطنتیں ہیں تو جناب عالی سوائے سلطان روم و زار روس کے مردوں کی بھی تمام سلطنتیں جمہوری ہیں فاما الفرق بینہما۔

پھر مرزا صاحب اس ادعا پر آیت ذیل سے سند لاتے ہیں۔ الرجال حق الاموات علی المنسلک مرد و عورتوں پر تسلط رکھنے والے ہیں اولاً تو قوموں کو معنی حکمران کے نہیں ہیں اور بغرض محال اگر یہی معنی ہیں تو بھی آپ کا مفہوم ثابت نہیں ہوتا۔

چونکہ آپ نے اپنی کتاب میں کہیں کہیں صغریٰ کسریٰ بھی چھانٹا ہوا اس لیے میں

بھی تھوڑی سی منطقی بحث کرتا ہوں۔

الرجال قوامون على النساء قضیہ مہملہ ہو۔ فن منطق میں یہ مسلم ہو چکا ہے کہ قضیہ مہملہ یعنی جن قضیہ کا سور ہو وہ قضیہ جزیئہ کے حکم میں ہوتا ہو مثلاً الحيوان انسان۔ بعض الحيوان انسان کے حکم میں ہو۔ پس الرجال قوامون على النساء کے معنی ہو بعض الرجال قوامون على النساء یعنی بعض مرد بعض عورتوں پر حکمران ہیں۔ اور ظاہر ہو کہ بعض مرد کے بعض عورتوں پر حکمران ہونے سے پورے طبقہ کا تسلط پورے طبقہ پر لازم نہیں آتا اگر یہ کہا جائے کہ ہر عورت اپنے خاوند کی تابع ہو تو اس صورت میں پورے طبقہ ذکر کا تسلط پورے طبقہ اثبات پر لازم ہو گا تو ہم اسکا جواب دین گے کہ اس حال میں بھی عورتوں ہی کا تسلط مردوں پر قائم رہے گا۔

ہر شخص پر ان کی اطاعت۔ بڑی بہن کی اطاعت۔ بھو بھو اور خالائون وغیرہ کا ادب فرض ہو۔ غالباً اس سے کوئی فرد بشر انکار نہیں کر سکتا۔ تو ایک مرد ایک عورت یعنی اپنی بی بی پر تو حاکم ہو اور لکی عورتوں کا خود محکوم ہو۔ اس صورت میں عورتوں کی حکمرانی مردوں پر بڑھی ہوئی ہو۔

آدم پہلے پیدا ہوئے اور حوا بعد کو پیدا ہوئیں۔ اس سے تو کوئی فضیلت ثابت نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ آدم۔ موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ مردوں میں اور حضرت آسیہ و خدیجۃ الکبریٰ یہ لوگ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں ولا شک انہ غلط۔

اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ حوا آدم کی پستلی سے پیدا ہوئیں۔ یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا ذوحمہا اس آیت سے تو آپ کا مدعا نہیں ثابت ہوتا کہ حوا کی پیدائش آدم کی پستلی سے ہوئی۔ منہا میں ہا کی ضمیر راجع ہو نفس واحدۃ کی طرف اور خدا فرمانا ہو کہ اسی نفس واحدہ سے آدم پیدا ہوئے اور اسی نفس واحدہ سے اس کی بیوی پیدا ہوئی۔ یعنی ایک ہی نفس سے میان بیوی دونوں کی پیدائش ہو فمن این مطلقاً بکم ثابتہ۔

کننے کو تو ایک اور نئے شخص بوجہ علی سینا کو فائز العقل کہہ سکتا ہو۔ لیکن عورتوں کے ناقص العقل ہونے پر آپ نے کوئی دلیل نہیں قائم کی بلکہ تائب اس امر پر ہوا ہے کہ عورتیں عقل میں کسی طرح مردوں سے کم نہیں ہیں۔ دو کیون جاسیے۔ حال ہی میں

دیکھ لیجیے کہ چین کا بادشاہ مرد تھا۔ وہ سلطنت کا کاروبار نہ سنبھال سکا اور ایک عورت بس خوبی سے داد فرمان روائی دے رہی ہو۔ باقی رہا عورتوں کا کمزور ہونا سو ہندوستان کی پردہ نشین عورتیں تو اس شرمناک پردہ کی وجہ سے کمزور یعنی مزاج ہو گئی ہیں۔ وحشی اقوام میں دیکھیے کہ عورت و مرد دونوں مساوی المرتبہ ہیں۔ ہاں بعض ملکوں کی آب و ہوا میں دوسری تاثیر ہو تو خیر جیسا کہ حیدرآباد دکن کی عورتیں مردوں سے زیادہ قوی ہوتی ہیں۔ پھر اس سے اگر یہ کلیہ مان لیا جائے کہ کل عورتیں کل مردوں سے قوی ہوتی ہیں تو شاید کوئی ذلیل تسلیم نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَھن مثل الذی علیھن یعنی عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔ پھر ہم صاحب حجاب عصمت کا کتنا کیسے مان لیں کہ عورتیں مردوں سے ہر بات میں گھٹی ہوئی ہیں و ما الدلیل علیھا۔

پھر مرزا صاحب ہر ملک و ہر رسم یعنی مصلحت رواجی پر بحث کرتی ہیں۔ اس کا جواب صرف اسی قدر کافی ہو کہ جب قرآن و حدیث سے ایک حکم ثابت ہو گیا تو مصلحت مرد و عورت کوئی چیز نہیں ہے۔ احکام ربانی ایسے ہیں جو ہر ملک، ہر قرن، ہر جگہ اور ہر موقع پر نافذ ہو سکتے ہیں ورنہ یہ کوئی انگریزی قانون نہیں ہے جو ہر سال ترمیم ہوا کرے۔

گزارش

یہ کتاب چھپنے سے پہلے ہی لکھنؤ بھیر میں مشہور ہو گئی بعض کرم فراوان نے ہم کو دھمکی بھی دی کہ کتاب واپس لے لو ورنہ اس کا جواب دندان شکن دیا جائے گا۔ بعض مشفقین نے ہم کو ذریعہ شیطاں کا بھی لقب دیدیا۔

ہم بہر حال اپنے مسلمان بھائیوں کے ان خطابات سے خوش اور ان کے ممنون ہیں۔ یہ وہی خطابات ہیں جو مشرکین عرب نے ہمارے دادا محمد رسول اللہ صلعم اور علی ابن ابی طالب و عبداللہ بن عباس وغیرہم کو عطا کیے ہیں۔ بعض فرقوں میں اب بھی صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم وغیرہ اسی خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

ہم کس نیت سے پیر و عصمت کے اجر میں کوشش کر رہے ہیں خواہ وہ بُری ہو یا بھلی اس کا علم خدا کو ہے۔ ہم اپنے کو بر سر حق سمجھتے ہیں اس لیے اب اس سے بھناؤ نکل مصیبت ہو اگر فی الحقیقت ہم حق پر ہیں تو مستحق ثواب ہیں اور ہم کو اس رائے سے کوئی نہیں پھیر سکتا واللہ الموفق بالخیر۔

اور اگر ہماری رائے غلط ہو تو مخطی ہیں اور مخطی ہو موانعہ نہیں ہو ہم آخرین بہ بھی کہ دینا چاہتے ہیں کہ ناشایستہ اور کریمہ الفاظ استعمال کرنے شایستہ لوگوں کی شان نہیں ہو جیسا کہ بعض عنایت فراوان نے ہم پر طعن اور ایذا دہ الفاظ کہے اور ہم ان کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوئے ہیں۔

الراقم الآسی احمد مختار عباسی علیہ السلام

آپ کا کتب خانہ ان کتابوں سے خالی تو نہیں؟

مقدس نغمہ نین۔ یا یو پ اگنس بالکل نیا
اچھوتا اور انتہا سے زیادہ دلکش۔ ناول۔ پرانی
سیحیت۔ رہبانیت و علم و فضل۔ ایک حسین مسیحہ
عورت کا یو پ منتخب ہو جانا اور آخر مسلمانوں کی
تدبیر سے نجات پانا قیمت (۷۰)

ایام عرب ہر دو حصہ جاہلیت عرب کے دیکھیں
معنی خیز اور سراپا عہد واقعات۔ اُس سادی
زمین کی سرگذشت جس پر بعد کو اسلام کی داغ
بیل پڑی۔ عربی حُسن و عشق کی جیتی جاگتی
تصویریں۔ قیمت (۷۰)

فردوس برین۔ عجب پُر لطف اور رحیرت
مین ڈال دینے والے اسرار جیتے جی فردوس برین
کی سیر۔ فرقہ باطنیہ و اسماعیلیہ کی سچی تاریخ کو ہوا
طالقان کی باطنی سلطنت۔ فلسفہ الہی کے نازک
مباحث حقیقی بے لفظی اور کتاوی کی ریاکاری
مین نمایاں تیار نہایت دیکھیں اور عبرت انگیز
قلو را قلو زندا۔ نہایت دلکش و دل پر
اثر کرنے والا ناول۔ اسپین کے عیسائیوں کا جو بیانیہ
تقصیب و اسلامی خلافت کی معدلت پروری ہے
ملک لہر نیر و رنجا صلیبی لڑائی ان اسلام کا
جوش سلطان صلاح الدین اور رچرڈ شیردل
اس کے ساتھ حُسن و عشق۔ قصہ؟ نہیں جیتی
جاگتی تصویریں۔ قیمت (۷۰)

حسن اینجلنا۔ روم و روس کی لڑائیاں
ایرانیوں کا جوش دین۔ اور آخرین نا اتفاقی
کے نتائج۔ قیمت (۷۰)

منصور موہنا۔ خالص مذہبی جوش
لنوت قومی غیرت۔ محمود غزنوی کے حملے اور
ہندو مسلمانوں کے ابتدائی تعلقات۔ (۷۰)

شہید و قایہ حسرت بھری داستان۔ اُنہلس
کی اسلامی حکومت کا آخری دور عیش و دیوانہ
مطلومی و وفاداری۔ قیمت (۷۰)

دکیش تندنی۔ ایک بنگالی دیکھیں
ناول کا ترجمہ۔ قیمت (۷۰)

دلکش ہر دو حصہ۔ وہ دیکھیں ناول
جو بغیر ختم ہوئے ہاتھ سے نہیں چھوٹ سکتا۔
قیمت (۷۰)

دیکھیں ہر دو حصہ۔ لائق مصنف کی
سب سے پہلی تصنیف۔ ہندوستانی معاشرت۔
خاندانی جھگڑے۔ قیمت (۷۰)

بدراشا کی مصیبت۔ جو ترجمہ صلاح
کے بعد از سر نو چھاپی گئی ہو۔ نہایت پُر لطف
اور پر عبرت۔ قیمت (۷۰)

ملکہ زونیم۔ حضرت سچ کے عہد کے قریب
کی ایک عربیہ شاہزادی کے حالات زندگی
قیمت (۷۰)

خوبی قسمت - مے ڈلٹن کا ترجمہ جلد ۱
دغا بازی کی شکست نیک نفسی پیکار طینتی
کی فتح - قیمت - (عمر)

(تصانیف منشی سید عاشق حسین صاحب لکھنوی)
تارا - میڈوز ٹیلر کے اسی نام کے نہایت
دیکھپ ناول کا ترجمہ لمبا پور کا نظر بچپن کی
بیوی اور اس کا انجام - قیمت - (عمر)

نقشب فرار - متلون مزاجیوں کے نتائج
اور شاہی خاندانوں کا عروج و زوال - عمر
مظفر و رام بابائی - شہنشاہ اور رنگ زیب
عالمگیر کے زمانے کا ایک سچا واقعہ نہایت
دیکھپ - قیمت - (۱۳)

نرالی ادا - نام ہی بتا رہا ہے کہ کیا چیز ہوگی - عمر
ناوک حسرت - اپناے زمانہ کی بدسلوکیاں
قیمت - (۱۴)

مشتاق و زہرہ - سلطان عالم و احمد علی شاہ
کے عہد کا واقعہ - عذر کے سین - شرفا کی
تباہی و بربادی - قیمت - (عمر)

اسلم و حبیبہ حسن عشق کے سچے
جذبات - قیمت - (۱۵)

(تصانیف جناب حکیم محمد علی خان صاحب ایڈیٹر مرقع عالم)
عبرت - جان دہنوریا کا دیکھپ ناول
تین حصے - قیمت - (۱۶)

جعفر و عباسہ - پردہ نہ کرنے کی خرابیاں
سچا واقعہ - قیمت - (عمر)

حسن بن صباح - شیخ اجمال بانی فرقہ
باطنیہ اور شیشین کے کارنامے - اس مذہب
اور اس کی سلطنت و سطوت کی دیکھپ تاریخ
لوگوں کو ضرور ملاحظہ کرنا چاہیے - قیمت (۱۷)
اسلامی سوانح عمری - چند مستند شواہد
علمائے اسلام کے تاریخی حالات قیمت (۱۸)
لائڈ ویکین - فلسفہ کے نامور مجدد اور یورپ
کی موجودہ ترقیوں کے بانی مہانی کی سوانح
عمری - قیمت - (۱۹)

تاریخ بغداد - دار الخلافت بغداد کے
عروج و زوال کا مختصر اور مجملہ حال - ۶
افسانہ قیس - مجنون عامری کی
سوانح عمری از ابتداء عشق لیلی تا بزرگ - ۳

دلگداز - ۱۸۸۸ء (عمر)

دلگداز - ۱۸۸۹ء (عمر)

دلگداز - ۱۸۹۱ء (۶)

دلگداز - ۱۸۹۳ء (عمر)

دلگداز - ۱۸۹۴ء (عمر)

دھوکا یا طلسمی فانوس - بینا لڈر کا ناول

اور سلم الثبوت زبان دان بذلہ سنج منشی

سجاد حسین صاحب ایڈیٹر اور دھنچ کا ترجمہ

اس سے زیادہ اور کیا ثبوت اس ناول

کی دیکھپ کا ہو سکتا ہو - قیمت - (۱۷)

افشاںے راز - زمانے کی رفتار اور

انہی جنس کی بدسلوکیاں - قیمت (عمر)

مختلف مصنفوں کے ناول

عزیز مرصع - نہایت ہی اچھا اور سجاقتہ - ۱۲
خونِ عاشق - دیانا دار السلطنت اسٹریٹ کا
ایک سجاقتہ - قزاقوں اور دلاؤن کی تعجب
خیز جالگیاں اور حسن و عشق - قیمت ۵۰
عقدا بکچا - مہر نہایت دلچسپ جن لوگوں نے
اس ناول کو کبھی پڑھا ہو وہی جانتے ہوں گے
کہ کس قدر مزے دار ناول ہو قیمت (۵۰)
جاگ کر بیان - مسلمان بیواؤں کی حشر
نامک حالت - قیمت - (۵۰)

کیفرِ کردار - میرزا عبداللہ حسرتی اس
ناول کو اپنی سال کی کتب بینی و ناول خوانی
کا ثمرہ بتاتے ہیں - قیمت (۵۰)
سلیمہ - نہایت پُر درد و افسانہ - ۸
جذبِ دل - صرف حسرت و الم - ۱۲
ہنس کر کی کنی - حسن و عشق - شریفانہ
جوش محبت - قیمت - (۵۰)

طلسمی بدلہ - اتنا سے زیادہ باحاورہ
اور دلچسپ - قیمت (۵۰)
سلطانِ نازک - ادب - بہت دلچسپ - ۱۶
لالِ کیتان - بڑے مزے دار ناول کا
ترجمہ - قیمت (۵۰)

بروک - رنگا لی ناول کا ترجمہ قیمت ۵۰
تسخیر - بڑے اور لطف اٹھائیے ۸
کامیابی - پندرتین نامہ سرشار کا ناول

توقیب کو پسند ہی ہوگا - قیمت (۵۰)
کنتِ کیمو - نازنینان فرانس کے ذریعے سے
خفیہ پولیس کی حیرت انگیز کامیابیاں مترجمہ
حاجی علیم الدین مرحوم - قیمت ۵۰
ناخواندہ عہد - بہت ہی دلچسپ انگریزی
ناول کا ترجمہ - قیمت (۵۰)

مہرِ دل - عزیز ایک پُر لطف اور بخیل ناول
مریم - ایک باعصمت خاتون کی سرگذشت
دہلی کا سجاقتہ - قیمت (۵۰)

ڈاکٹر کی بیٹی - حیرت انگیز اور پُر لطف - (۵۰)
میوہِ تلخ - مولوی عبدالحکیم صاحب شہر
کا ایک نیا دلچسپ ڈراما - قیمت (۵۰)
خیر الکلام - فی احوال العرب و الاسلام
اسلام اور خاکِ پاک عرب کے حالات -

ہر مسلمان کا فرض ہو کہ اس کتاب کو پڑھے - ۵۰
تاریخِ بابل و بینوا - اس سرزمین کی تاریخ
موجودہ محققین نے بڑے اہتمام سے فراہم کی ہے
جوابِ اردوین ترجمہ کر کے شائع کی گئی ہے
ان کے علاوہ اور بھی ہر قسم کی کتابیں اس
دفتر سے مل سکتی ہیں عام اس سے کہ وہ
اُردو یا فارسی اور عربی ہوں اور عام اس
کہ درسی ہوں یا غیر درسی -

المشہر
نیمبر دگداز بک ایجنسی - لکھنؤ -
کمرہ یزن بیگ خان -

پر وہ عصمت

ایک نہایت ہی قابل قدر پُر زور پُر جوش اور پُر لطافت پرچہ

جو عورتوں کو اُن کے دینی و دنیاوی حقوق دلوانے اور اُن میں

تعلیم کو رواج دینے اور اُن میں ذلت سے نکالنے اور اُن میں

قومی اصلاح کی قوت پیدا کرنے کے لیے ماہوار شائع ہوتا ہو۔

نمبر میں کسی لائق و محترم خاتون کی سوانح عمری بھی ہوتی ہے۔

قیمت مع محصول ڈاک صرف ایک روپیہ سالانہ۔ نمونے کا پرچہ

ار کا ٹکٹ وصول ہونے پر روانہ ہوگا۔ بیویوں اپنے اس خادم کو

صبر و بردباری سے دیکھو۔ پڑھو۔ اور اُس کی قدر کرو۔

المشترکین پُر عصمت سید بی بی گنج لکھنؤ